938

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 12-مارچ 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

"صوبے میں خواتین کے تحفظ کے لئے اقدامات پر عام بحث جاری رہے گی"

940

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

سوموار،12۔مارچ2012

(یوم الاثنین،18۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام 4بج کر 5منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانامشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ
شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا
تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

سورة المَائدة آيات8تا10

اے ایمان والوں!اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے(8) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے(9)اور جنہوں نے کفر کیااور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں(10)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

روک لیتی ہے آپ ﷺ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور ﷺ کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلتے ہیں
وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی
آؤ بازار مصطفیٰ ﷺ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں
اب کوئی کیا ہمیں گرائے گا ہر سہارا گلے لگائے گا
ہم نے خود کو گرا دیا ہے وہاں گرنے والے جہاں سنبھلتے ہیں
اپنی اوقات صرف اتنی ہے کچھ نہیں بات صرف اتنی ہے
کل بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے تھے اب بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ (1)35 کی پیروی میں تمام معزز ممبران اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ایم پی اے، پی پی۔243، جناب محمد محسن خان لغاری ایم پی اے پی پی۔245 اور جناب کامران مائیکل ایم پی اے، این ایم۔364 نے پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے مورخہ 10-03-2012 کو استعفیٰ دے دیا ہے۔ جناب سپیکر نے ضروری تصدیق کے بعد آئین کے آرٹیکل 64 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کے استعفے منظور کر لئے ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6459 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راوی پل جی ٹی روڈ شاہدرہ سے این ایچ اے کی ٹول ٹیکس وصولی کا جواز

*6459: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی ٹی روڈ شاہدرہ کے مقام دریائے راوی پر پل محکمہ مواصلات و تعمیرات نے کب تعمیر کیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پل کی تعمیر کے بعد محکمہ اس پل پر سے گزرنے والی دیگر گاڑیوں کے علاوہ شاہدرہ سے لاہور آنے جانے والے رہائشیوں سے بھی ٹول ٹیکس وصول کرتا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل نہ تو نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے تعمیر کیا اور نہ ہی NHA کی حدود میں تعمیر ہونے کے باوجود اس کو NHA کے حوالے کر دیا گیا ہے اور NHA اس پل سے ٹول ٹیکس وصول کر رہی ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل سے NHA کا ٹول ٹیکس وصول کرنے کا کیا جواز ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) شاہدرہ کے مقام دریائے راوی پر پل کی تعمیر محکمہ مواصلات و تعمیرات نے 1968 میں مکمل کی تھی۔

(ب) شاہدرہ کے رہائشی اس ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ تھے۔

(ج) اس پل کو حکومت پنجاب کے حکم پر مورخہ 16- ستمبر 1999 کو NHA کے حوالے کر دیا گیا تھا کیونکہ یہ پل N-5 کا حصہ بنا تھا۔

(د) چونکہ یہ پل NHA کے حوالے کر دیا گیا ہے اس لئے اس پل کا ٹول ٹیکس NHA وصول کر رہی تھی۔ تاہم اب اس پل پر ٹول ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے مطمئن ہونے کا بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7157 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ ٹھوکر تا چوبرجی ملتان روڈ کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*7157: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ٹھوکر تا چوبرجی ملتان روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یتیم خانہ تا سمن آباد ملتان روڈ کی سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کی وجہ سے عوام کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھوکر تا چوبرجی نئی روڈ تعمیر کرنے سے قبل جلد از جلد یتیم خانہ تا سمن آباد سڑک کا پیچ ورک کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی، سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ملتان روڈ کی بہتری و بحالی کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ یتیم خانہ تا سمن آباد سڑک کا کچھ حصہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ج) چونکہ مذکورہ سڑک ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے اس ضمن میں متعلقہ ضلعی حکومت کو اس کی حالت بہتر کرنے، ضروری مرمت/پیچ ورک کے لئے تحریر کر دیا ہے تاکہ اس کی حالت کو بہتر کیا جا سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس جواب سے بالکل بھی مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی، ملتان روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کا کام کر رہی ہے"؟ پہلے تو منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ کیا یہ سڑک چوبرجی تک بن گئی ہے جبکہ یہ سوال میں نے جون 2010 میں raise کیا تھا اور اس کا جواب 12-03-08 کو تقریباً دو سال بعد آیا ہے۔ کیا اس عرصہ میں چوبرجی تک سڑک بنانے کا یہ منصوبہ مکمل ہو گیا ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ سڑک یتیم خانہ تا سمن آباد جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، جب تک چوبرجی تک سڑک نہیں بن جاتی تو اس وقت تک اس کا پیچ ورک کیا جائے، کیا اس کی نوبت آ گئی ہے، آئے گی یا نہیں آئے گی کیونکہ یہ سوال اور اس کا جواب بھی دو سال بعد عجیب سے حالات کا شکار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ جلدی سے جواب دے کر ان کی پریشانی کا خاتمہ کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی تک سڑک مکمل ہو گئی ہے تو یہ دو فیز میں سڑک بن رہی تھی جسے پہلے فیز میں ٹھوکر نیاز بیگ سے سکیم موڑ تک مکمل کرنا تھا اور اس کے بھی دو فیز کئے گئے ہیں، ملتان چونگی اور ملتان چونگی سے سکیم موڑ، اس کا اگلا portion ضلعی حکومت کے پاس ہے جبکہ اس کے فیز 3 کو شروع نہیں کیا

گیا۔ سکیم موڑ سے چوبرجی تک سڑک نہیں بنائی گئی اور وہ ابھی ضلعی حکومت کے پاس ہے۔ ضلعی حکومت کو لکھا گیا ہے کہ وہ اس سڑک کا پیچ ورک کر دیں اور جونہی فنڈز اور وسائل میسر ہوں گے تو باقی حصہ بھی مکمل کر لیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا پیچ ورک شروع ہو گیا ہے کیونکہ جواب یہ ملا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اجازت دیں تو اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈال دوں کیونکہ یہ میرا حلقہ ہے اور اس حوالے سے ہونے والی meetings کو میں خود Chair کر رہا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ اس پر بعد میں روشنی ڈال لیجئے گا کیونکہ آپ کا اختیار ہے اور آپ کو بات کرنی چاہئے کیونکہ آپ کا حلقہ بھی ہے لیکن اس سے پہلے میں بات کرنا چاہتی ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں بات مکمل کر لوں کیونکہ آپ Custodian ہیں اور آپ کے پاس مکمل اختیارات ہیں۔ بات یہ ہے کہ دو سال پہلے میں نے پیچ ورک کرنے کے لئے یہ سوال بھیجا تھا اور دو سال بعد جواب آیا ہے کہ ضلعی حکومت کو اس کی حالت بہتر کرنے اور پیچ ورک کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔ ابھی انہوں نے پھر مستقبل کی بات کی ہے کہ انہیں کہا گیا ہے۔ میں نے اس بارے میں منسٹر صاحب سے ایک اور چیز پوچھنی ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی تک سڑک کو کشادہ کرنے کا منصوبہ بنا تھا۔ اب سکیم موڑ اور اس سے چند گز آگے تک بھی سڑک بن گئی ہے لیکن چوبرجی تک اتنی ہی چھوٹی سڑک ہے تو اسے پیچھے سے کشادہ کرنے کا کیا فائدہ ہے کیونکہ ساری ٹریفک کا flow وہاں پر آکر اکٹھا ہو جاتا ہے اور یہاں سڑک بھی ٹوٹی پھوٹی ہے جس سے عوام شدید کرب کا شکار ہیں اور میں یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ کب تک اس مشکل کا شکار رہیں گے، ان لوگوں کو اب تک یہ نہیں پتا کہ حکومت ان سے یہ جگہ کب acquire کرے گی کیونکہ وہ نہ تو اپنی دکانوں کو renovate کر سکتے ہیں دل لگا کر بزنس کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے بزنس کو increase کر سکتے ہیں وہ سخت پریشانی کے عالم میں ہیں کہ ان کا مستقبل کیا ہے، وہ اس عجیب و غریب کیفیت کا شکار کب تک رہیں گے اور ان کے مستقبل اور تقدیر کا فیصلہ کب تک کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بہت costly منصوبہ ہے اس کی لاگت 2136 ملین روپے تھی یعنی 2۔ارب 13 کروڑ روپے۔ اس سے سکیم موڑ تک four link سڑک

بنائی گئی۔ اگلے portion کے لئے patch work کا کہا گیا ہے میرے پاس اس کا recently charge آیا ہے تو میں نے patch work کے لئے لکھ کر بھیج دیا ہے اور اس کو pursue کریں گے۔ Patch work اصل میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو کہہ کر کرا دیں گے، land acquisition کے لئے بھی 3578 ملین روپے کی لاگت آئی ہے کیونکہ وہاں پر بہت costly دکانیں بنی ہوئی ہیں اس لئے اگلے portion پر بہت لاگت آنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے چوبرجی تک سڑک کی حالت بہت خراب تھی۔ اس کا بڑا حصہ بن چکا ہے اور زیادہ خرابی بھی ملتان چونگی کے پاس تھی۔ جو زیادہ خراب تھی اسے ٹھیک کر دیا گیا ہے اور اس کی چوڑائی بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد جو اگلا حصہ ہے کیونکہ فنڈز کا مسئلہ ہے اس کے لئے جو نہی فنڈز آئیں گے تو باقی کا حصہ بھی شروع کیا جائے گا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھ دیا گیا ہے اس کے بعد میں اس کو pursue کروں گا تاکہ جہاں سڑک کی خراب حالت ہے اس کو patch work کرکے ٹھیک کیا جائے گا۔ چونکہ یہ سارا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ٹھیک کرانے کی پوری effort کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جواب وہیں کا وہیں ہے کیونکہ وہ سڑک آگے سے narrow ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر میں ذرا تھوڑی سی بات کر لوں۔ آپ کا سوال بہت valid ہے۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب بات بتا نہیں سکے۔ اس میں جو important بات ہے اور منسٹر صاحب نے اس کو تھوڑا سا explain بھی کیا ہے کہ اس سڑک کو دو phases میں تقسیم کیا تھا۔ اگر آپ ٹھوکر نیاز بیگ سے سکیم موڑ آئیں تو وہاں تک سڑک بن چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ کافی exemplary ہے۔ جو اس سے اگلے والا فیز ہے چونکہ یہ بہت مہنگا پراجیکٹ ہے اور اس کے نیچے سے جو drainage جا رہا ہے اس کا بھی خیال رکھنا ہے، آگے دو نالے آ رہے ہیں۔ ان ساروں کو دیکھتے ہوئے اس کے اندر جو ابھی تک کا plan بنا ہے وہ یہ ہے کہ جو یتیم خانہ سے لے کر سمن آباد چوک تک کا روڈ ہے اس حصہ پر جو دکانیں آتی ہیں ان کو چھیڑنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ صرف یتیم خانہ چوک اور سمن آباد موڑ چوک کو extend کرنا ہے۔ ان چوکوں پر future میں کوئی فلائی اوور اٹھاتے ہیں یا speed way بناتے ہیں یہ بعد کا منصوبہ ہے لیکن فی الحال سائیڈ کی آبادیوں کو disturb کرنے کا منصوبہ نہیں ہے۔ جو جگہ already موجود ہے اس میں صرف دو چوکوں کو develop کیا جائے گا۔ یہ اگلے فیز کا پراجیکٹ آئندہ آٹھ ماہ کا ہے۔ جہاں تک patch work کی بات ہے تو منسٹر صاحب! آپ patch work کروائیں کیونکہ واقعی یہ اس علاقے کی مجبوری ہے۔ وہاں پر patch work فوری طور پر کروائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Provincial Highway نے اس کو take up نہیں کیا کیونکہ ابھی تک وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے۔ میں نے ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کہ آپ اُن سے فوری طور پر رابطہ کریں۔ آپ نے کرنا ہے یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کرنا ہے لیکن اس کا patch work کرایا جائے۔ جس طرح آپ نے خود بتایا ہے کہ سیوریج اور واٹر سپلائی کے لئے بھی 2794 ملین روپے کی لاگت تھی۔ جو پچھلا حصہ خراب تھا وہ ٹھیک ہو گیا ہے اور اگلا حصہ بھی وسائل کے آنے کے ساتھ ساتھ بن جائے گا۔ کیونکہ پورے لاہور میں کام ہو رہا ہے اس لئے بہت سارے وسائل درکار ہیں۔ جہاں تک انہوں نے اس روڈ کی حالت ٹھیک کرنے کی بات کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ensure کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو بھی معاملات ہیں یہ government to government ہیں۔ انہوں نے آپس میں ہی decide کرنا ہے کہ کب کام شروع کرنا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہاں کے لوگ بڑی پریشانی کا شکار ہیں۔ آپ کا وہ حلقہ ہے آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو کتنی تکلیف ہے۔ لوگ سخت پریشانی کے عالم میں ہیں۔ دوسرا میرا سوال یہ تھا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 2011-12 میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اور اس سے کتنا کام مکمل ہو گا؟ ترقیاتی فنڈز تو سالانہ رکھے جاتے ہیں۔ وہاں پر patch work نہیں ہو رہا، وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا تو جو سالانہ رقم رکھی جاتی ہے اس کا انہوں نے کیا کیا ہے اور اس سے کتنا کام مکمل کریں گے؟ پلیز یہ وقت بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں وہ بتا دیئے ہیں اور اگلے آٹھ ماہ میں یہ مکمل ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں آپ کی بات پر یقین ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ۔ اس سے اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7269 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات، ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ کے ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*7269: **میاں طارق محمود** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر ریلوے کراسنگ پر بہت زیادہ رش رہتا ہے اور ریلوے کراسنگ بہت مشکل ہوتی ہے؟

(ب) کیا حکومت لالہ موسیٰ ریلوے سٹیشن کے نزدیک سے گزرنے والی ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک شروع ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر ریلوے کراسنگ پر معمول سے زیادہ ٹریفک ہوتی ہے۔

(ب) ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 2011-12 میں شامل نہ ہے اور نہ اس کے لئے کوئی علیٰحدہ فنڈز مہیا کئے گئے ہیں تاہم اس کی feasibility report تیار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر ریلوے کراسنگ پر معمول سے زیادہ ٹریفک ہوتی ہے۔ جز (ب) میں ہے کہ ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 2011-12 میں شامل ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی علیحدہ فنڈز مہیا کئے گئے ہیں تاہم اس کی feasibility رپورٹ تیار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کام کب تک شروع ہو جائے گا کیونکہ وہاں ریلوے کراسنگ کے علاوہ لالہ موسیٰ ریلوے سٹیشن کا جنکشن بھی ہے، اس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ وہاں ٹریفک کا کوئی متبادل راستہ بھی نہیں ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس طرح تو بہت سارے مسائل ہیں، بہت سارے بائی پاس بنے اور اوور ہیڈ برج بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ بات تو ہے بجٹ کی۔ جو پنجاب کا بجٹ ہے اس کے مطابق ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ جب اوور ہیڈ برج بنایا جاتا ہے تو اس کے لئے بہت ساری چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ Financial situation دیکھی جاتی ہے، ٹریفک flow دیکھا جاتا ہے، فی گھنٹہ میں کتنی ٹرینیں جاتی ہیں اور کتنی دیر تک پھاٹک بند رہتا ہے۔ یہ ساری چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ انہوں نے جو سوال پوچھا ہے اس کے مطابق یہی بتایا گیا ہے کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: basically تو آپ نے یہی جواب دیا ہے کہ میاں صاحب انکار ہی سمجھیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): میں نے آتے ہی Question Hour پر میٹنگ لی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ feasibility رپورٹ منگوائیں۔ جب اس کی رپورٹ آئی تو پتا چلا کہ اس پر تقریباً 35 کروڑ روپے کی لاگت آنی ہے۔ جب یہ وسائل فراہم ہوں گے تو پھر یہ بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کو سمجھ آ گئی ہو گی؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ کسی کو سمجھ آنے ہی نہیں دیتے یہ ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ یہ میرے بھائی ہیں کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ضلع گجرات میں ٹریفک کا سب سے بڑا مسئلہ اس لالہ موسیٰ شہر کا اور سارے علاقے کا ہے اگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے تو کیا پنجاب حکومت اس کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی ہے یہ اس کا جواب دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ اس پر جتنی لاگت آ رہی ہے اس سال گورنمنٹ کے پاس اس کے لئے فنڈز نہیں ہیں اگلے سال کے لئے آپ کوشش کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مجھے یہ بتا دیں کہ کیا اس کو اگلے ADP میں رکھیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ مارچ کا مہینہ ہے اور تین ماہ رہ گئے ہیں۔ جو ADP بنی ہوتی ہے وہ سال کے آخر تک چلتی ہے۔ اگلے سال کے لئے اگر وسائل مہیا ہوں گے تو پھر اس کو take up کیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ commitment دے دیں کہ یہ اگلے ADP میں شامل کر لیں گے کیونکہ یہ بہت ضروری منصوبہ ہے، یا یہ بنانا ہی نہیں چاہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، آپ feasibility report کا پیچھا کریں اور محنت کر کے کروائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! feasibility report سے کچھ نہیں ہونا اِن سے یہ assurance لے لیں کہ کیا یہ اگلے ADP میں شامل کروا دیں گے؟ یہ ماشاء اللہ محکمے کے وزیر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پی اینڈ ڈی تمام سکیموں کو دیکھتی ہے اور پھر اس کی priority مقرر ہوتی ہے کیونکہ پورے پنجاب میں ڈویلپمنٹ ہونی ہوتی ہے۔ پورے پنجاب کے جتنے بھی estimates آتے ہیں ان کو پیسے کے لحاظ سے اور ضرورت کے

لحاظ سے prioritize کیا جاتا ہے۔ جب وہ ترجیحات میں آتا ہے تو اس کو stock up کیا جاتا ہے۔ جب پی اینڈ ڈی میں جائے گا تو میں ان کی سکیم وہاں بتا دوں گا اور پھر پی اینڈ ڈی دیکھے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ میری پہلی والی ہی بات ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم پھر جواب سے کیسے مطمئن ہو جائیں؟ یہ مجھے مطمئن تو کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ feasibility report کو follow کریں اور اگلے سال میں اس کو ADP میں ڈلوائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اِن کو کوئی فرق نہیں پڑتا یہ اتنا تو کہہ دیں کہ میں منسٹر ہوں اور میں اس کو اگلے ADP میں شامل کروں گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ execution کرتا ہے نہ کہ فنڈز فراہم کرتا ہے۔ فنڈز پی اینڈ ڈی اور سی ایم کے پاس ہوتے ہیں۔ جب پیسے ملیں گے تو یہ فوراً کام شروع کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ والی بات آگے پی اینڈ ڈی تک پہنچا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم اس کو proposal میں شامل کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ میاں صاحب! اب تو ٹھیک ہے یہ proposal میں شامل کروا دیں گے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال رانا محمد افضل خان کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز خاتون ممبر نے رانا محمد افضل خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7302 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد رنگ روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*7302: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا فیصل آباد رنگ روڈ کا روٹ اور ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے؟

(ب) اس رنگ روڈ کے لئے کتنی رقم درکار ہے اور اس کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) یہ رنگ روڈ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد رنگ روڈ کا روٹ اور ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) فیصل آباد رنگ روڈ کے بقایا حصہ کا تخمینہ لاگت 390 ملین روپے ہے۔ اس کے لئے مالی سال 12-2011 میں 110 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے مزید 280 ملین روپے درکار ہیں۔

(ج) اگلے مالی سال میں بقایا فنڈز مہیا ہونے پر رنگ روڈ کی تکمیل ممکن ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس میں فیصل آباد رِنگ روڈ کا ذکر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کا ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے۔ یہ سوال جولائی 2010 میں پوچھا گیا تھا منسٹر صاحب مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ درست ہے کہ اس رِنگ روڈ پر کام شروع ہو چکا ہے؟ پہلے اس کا جواب دے دیں باقی میں بعد میں بات کرتی ہوں۔

(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سڑک کوئی پانچ phases کی تھی جو رنگ روڈ فیصل آباد کی surrounding ہے اس کا جو آخری phase رہتا تھا اب وہ کھرڑیانوالہ والا تا ستیانہ روڈ مکمل ہو چکا ہے، ستیانہ روڈ تا جھنگ روڈ مکمل ہو چکا ہے، جھنگ روڈ تا سرگودھا روڈ مکمل ہو چکا ہے، کھرڑیانوالہ والا تا چک جھمرہ روڈ دس کلومیٹر مکمل ہو چکا ہے اور چک جھمرہ روڈ یا سرگودھا روڈ 12.10 کلومیٹر کے لئے ٹینڈر 14- دسمبر 2011 کو accept ہوئے ہیں، فنڈز کی فراہمی کا work order 28- جنوری 2012 کو جاری ہوا ہے، اس کے لئے 110 ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے اور

اس میں 30 ملین روپے زمین acquire کرنے کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔ اب وہاں پر کام شروع ہو گیا ہے اور اس کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں مزید 28 ملین روپے کی رقم درکار ہو گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ جونہی باقی فنڈز فراہم ہوتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ 12 کلومیٹر کا ٹکڑا جلد مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ incomplete ٹکڑے کو مکمل کرنے کے لئے 28 ملین روپے اور چاہیئں لیکن ان کے محکمے کے جواب کے مطابق اس کو مکمل کرنے کے لئے انہیں 280 ملین روپے مزید درکار ہیں۔ منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر دیں کہ کیا 28 ملین روپے درکار ہیں یا 280 ملین روپے دکار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 280 ملین روپے درکار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب میں لکھا ہوا صحیح ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب یہ پراجیکٹ شروع ہوا ہو گا تو اس کی کوئی feasibility بنی ہو گی۔ کیا انہوں نے اُس کے لئے deadline رکھی ہوئی تھی جس کے اندر یہ پراجیکٹ شروع ہونا چاہئے تھا کیونکہ انہوں نے ابھی جز (ج) کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگلے مالی سال میں بقایا فنڈز مہیا ہونے پر رنگ روڈ کی تکمیل ممکن ہو گی تو اس سے مجھے لگتا ہے کہ شاید یہ جنرل مشرف یا جنرل ضیاء الحق کی طرح سولہ یا سترہ سالہ پراجیکٹ ہے۔ منسٹر صاحب اس کا کوئی ٹائم فریم بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! فیصل آباد کی رنگ روڈ مکمل ہو گئی یا ابھی ہونی ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! ابھی یہ مکمل نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں اس کے پانچ حصے تھے اس میں چار حصے مکمل ہوئے ہیں اور باقی ایک حصہ رہ گیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب سے کیوں پوچھ رہے ہیں، منسٹر صاحب سے کیوں نہیں پوچھتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے صرف اس لئے پوچھا کہ خواجہ صاحب کی constituency بھی وہاں ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں بات مکمل کروں گا۔ Actually منسٹر صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے کہ وہاں پر پانچ فیز تھے جن میں سے چار مکمل ہو چکے ہیں اور ابھی ایک فیز کا تھوڑا سا حصہ باقی رہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 280 ملین روپے لگنے ہیں لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ اگلے مالی سال میں جو بجٹ ملے گا تو ان کا کتنے سال مزید رہنے کا پروگرام ہے اگر یہ کوئی مشرف یا ضیاء الحق والا پروگرام لے کر گھر سے آئے ہیں تو بتادیں یا ایک specific time frame بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! حکومتیں رہیں یا نہ رہیں جب ایک پراجیکٹ پر پیسے رکھ دیئے جائیں تو وہ پیسے اس پراجیکٹ پر لگتے ہیں اور اس پر کام ہوتا رہتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے خیال میں پنجاب حکومت کے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ فیصل آباد کے عوام بھول جائیں کہ یہ تھوڑا سا ٹکڑا پورا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فیصل آباد کے عوام ان چار حصوں کو بھی تو یاد رکھیں جو مکمل ہو گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے اس منصوبہ کے لئے ابھی 110 ملین روپے release ہوئے ہیں اور 280 ملین روپے مزید درکار ہیں تو انشاء اللہ، hopefully یہ منصوبہ 2013 میں مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! ڈاکٹر صاحبہ کے بعد پھر آپ کو موقع دوں گا۔ آپ کا بھی اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال بھی completion of road پر ہی ہے جیسا کہ یہ پہلے بھی prove ہو چکا ہے کہ لاہور کی رنگ روڈ کی southern loop یا northern loop کو 2 پر

divide کر کے جو آدھی جاتی امرا اور رائیونڈ سے گزرتی تھی وہ روڈ تو بن گئی۔اس وقت بھی میں نے آواز اٹھائی تھی کہ باقی کے وہی فنڈز کسی اور جگہ move کر رہے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو رقم بجٹ میں لاہور رنگ روڈ کے لئے مختص ہوئی تھی کیا وہی راولپنڈی اور فیصل آباد رنگ روڈ کے لئے reappropriate کئے ہیں یا کسی اور جگہ سے 280 ملین روپے آئیں گے یا اس کا source کہاں سے آئے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ میرے لئے بڑی محترم ہیں لیکن on the floor of the House بات وہ کرنی چاہئے جو حقیقت پر مبنی ہو،لاہور رنگ روڈ کا دور دور تک جاتی امرا یا رائیونڈ سے کوئی تعلق نہ ہے،ابھی تو ایک side مکمل ہوئی ہے اور دوسری side تو مکمل ہونی ہے۔ہمیں on the floor of the House بات facts and figures کے ساتھ کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بھی یہی demand ہے کہ facts and figures پر بات کریں جب آپ لوگوں نے satellites کے ذریعے وہ نقشہ revise کیا تھا اور اس میں کچھ areas جن کا نام لینا بھی گناہ ہے آپ نے ان کو اس میں لیا تھا،آٹھ روسڑک بنی تھی اور ساری دنیا کو پتا ہے کہ وہ چیز بنی ہے۔میں نے fact پر مبنی بات کی ہے چاہے وہ حکومت کو پسند آرہی ہے یا نہیں لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کو بھی incomplete چھوڑ دیا ہے اور کیوں چھوڑ دیا ہے؟اس وقت بھی میں نے on the floor of the House کہا تھا کہ آپ لاہور رنگ روڈ اس لئے complete نہیں کر رہے کہ اس کے باقی کے پیسے راولپنڈی اور فیصل آباد کی رنگ روڈ کے لئے نکالے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ 280 ملین روپے reappropriate ہو رہے ہیں یا کہیں اور سے آرہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ایسا نہیں ہوتا بلکہ project by phase ہوتے ہیں۔صوبہ کے اتنے وسائل نہیں ہیں کہ بڑے بڑے منصوبے بھی ایک سال میں مکمل ہو جائیں۔جب ongoing سکیم کا process مکمل ہوتا ہے تو اس کے بعد وہ complete ہوتی ہے اور اس کے کئی stages and steps ہیں۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ وسائل کے مطابق کام کئے جاتے ہیں لیکن demands تو پورے پنجاب میں ہیں۔یہ امریکہ نہیں ہے بلکہ پاکستان غریب ملک ہے اور اس کے وسائل کے مطابق development ہوتی ہے۔میں نے جس طرح فیصل آباد کی رنگ روڈ کا کہا ہے کہ یہ 97 کلو میٹر لمبی سڑک ہے اور اب 97 کلو میٹر میں سے باقی صرف 12 کلو میٹر رہتی

ہے اور اس کے لئے 110 ملین روپے جاری کر دیئے ہیں باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جاری ہو جائیں گے اور اگلے سال تک یہ سڑک مکمل ہو جائے گی۔ اس کی کوئی reappropriation نہیں ہوئی اور اس کے لئے ADP میں فنڈز رکھے گئے تھے اور ADP کے ذریعے بنائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ مختلف process کے بعد یہ پراجیکٹ مکمل ہوتے ہیں۔ ایک بہت بڑا پراجیکٹ جو کہ پنجاب اسمبلی بلڈنگ کی extension کا تھا اس کے phase کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔ انہیں صرف تختیاں لگانے کا شوق ہے کہ ایک پراجیکٹ شروع کر دو چاہے وہ مکمل ہو یا نہ ہو۔ یہ کیسے prioritize کر رہے ہیں کہ اتنے پیسے آ گئے ہیں اور باقی آتے رہیں گے؟ میرے کہنے کا مقصد بھی یہی تھا اور میں یہی چیز point out کرنا چاہتی ہوں کہ یہ responsible بات ہے کہ لاہور کی رنگ روڈ مکمل ہوئی، پنجاب اسمبلی کی عمارت مکمل ہوئی اور نہ ہی فیصل آباد کی رنگ روڈ مکمل ہوئی مگر بڑی بڑی تختیاں ہر جگہ ضرور لگ گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جن کا سوال تھا وہ خود ہی آ گئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! میرے خیال میں اس پر بڑی لمبی چوڑی گفتگو ہو چکی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی information دینا چاہوں گا کہ میں نے سوال کا جواب پڑھا ہے اور جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کا سوال ہے وہ تو جواب سے مطمئن ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ہماری رنگ روڈ کا سب سے اہم portion بن گیا ہے اور فیصل آباد نہر پر جو سڑک ہے ہم اس سال اس کی idealization کو زیادہ اہم سمجھتے تھے اس لئے ہم نے اس کے لئے فنڈز لئے ہیں اور انشاء اللہ اگلے سال رنگ روڈ بھی مکمل کروالیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ۔ رانا محمد افضل خان صاحب نے یہ سوال اسمبلی میں جولائی 2010 میں جمع کروایا تھا اور یہاں سے 28- ستمبر 2010 کو ترسیل کیا گیا یعنی آپ کے آفس میں اس سوال کو دو مہینے ترسیل ہونے میں لگے۔ Whereas قومی اسمبلی میں 48 hours

کے اندر سوال dispatch ہو جاتا ہے۔ اب اس سوال کے جواب کی تاریخ وصول 2012 ہے یعنی پورے پونے دو سال کے عرصے کے بعد ہمیں یہ بتایا جارہا ہے کہ رنگ روڈ کی designing مکمل ہو چکی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اس سوال کو put up کیا گیا تھا، اس کے پیچھے ایک specific purpose ہو گا، وہ اس کو expedite کرانا چاہتے ہوں گے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی اگر دو سال بعد محکمہ نے ہمیں صرف یہی بتانا ہے کہ اس کا ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے تو باقی جو یہ good governance اور dissemination of information ہے یہ کتنی quick ہوتی ہو گی؟ میں اربابِ اختیارات سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ جنہوں نے یونس حبیب سے پیسے لئے تھے اگر وہ بنک میں رکھ دیئے ہوتے تو اب تک وہ اربوں روپے بن جاتے۔ وحیدہ شاہ نے ایک عورت کے منہ پر تھپڑ مارا تھا اگر وہ اس کے لئے disqualify ہو سکتی ہے تو شرفاء نے پیسے لے کر جو قوم کے منہ پر تھپڑ مارے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل irrelevant ہے، اس کا سوال سے کیا تعلق ہے؟ آپ نے خود بیٹھ کر یہ طے کیا ہوا ہے کہ جو ضمنی سوال پوچھے جائیں گے اس پر بحث کوئی نہیں ہو گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ national importance کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بات Question Hour کے بعد discuss کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر دونوں طرف سے بات ہو گی۔ آپ Question Hour کے بعد discuss کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وہ خفیہ اداروں سے پیسے لے رہے ہیں، ISI کے خلاف پیسے کس نے لئے ہیں؟ ہم تو مدعی ہیں ہمارے خلاف پیسے لئے گئے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو ہٹانے کے لئے پیسے لئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! یہ subjudiced matter ہے، Let the court decide.

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اس کے جواب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عدالت میں یہ pending matter ہے۔ میں اس پر House میں بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں دوں گا، کسی کو بھی نہیں دوں گا۔ آپ کی مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! گوندل صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس بات کی تردید کرنا بہت ضروری ہے۔یہ این آر او، یہ میموگیٹ سکینڈل۔۔۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب آپ نے ان کا mike کھول دیا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کلو صاحب! آپ نے پیسے نہیں لئے آپ تردید نہ کریں جنہوں نے پیسے لئے ہیں ان کی بات کی جا رہی ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یونس حبیب ان کا بچہ ہے۔یونس حبیب اور زرداری صاحب اکٹھے جیل میں رہے ہیں اور ان کی جیل کی دوستی ہے۔مہران بنک سکینڈل تو خود میاں نواز شریف سپریم کورٹ میں لے کر گئے تھے اور یونس حبیب کو تو اِنہوں نے پالا ہے انہوں نے یونس حبیب کو مہران بنک کا لائسنس دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! بس کریں، اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا mike بھی کھول دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھئی یہ کیمرا بند کریں۔یہ دونوں کیمرے باہر لے کر جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں برادران نے پیسے کھائے ہیں۔ شہباز شریف یہاں آ کر حلف دیں کہ ہم نے پیسے نہیں لئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ Question Hour ہے۔

ملک محمد وارث کلو: میاں برادران پر یہ سراسر جھوٹا الزام ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔Basra Sahib! This is no way. آپ بھی تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ہم کیوں تشریف رکھیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا تو مؤقف ہے کہ میاں صاحبان حلف دیں کہ انہوں نے پیسے نہیں لئے۔

ملک محمد وارث کلو: کرپشن آپ کا وتیرہ ہے، کرپشن کی کہانیاں آپ کی ہیں۔یہ لٹیرے ہیں، چور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ ایک subjudiced matter ہے۔ میں اس پر بات کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دوں گا۔ Let the court decide. ہم عدالتوں کا احترام کرنے والے لوگ ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف یہ بیان دیں کہ انہوں نے پیسے نہیں لئے۔

ملک محمد وارث کلو: یونس حبیب ایک گندا آدمی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں اور بسراء صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: کلو صاحب! آپ بیٹھ جائیں، ماحول نہ خراب کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! subjudiced matter ہے اگر آپ ٹی وی دیکھتے ہیں یا اخبارات پڑھتے ہیں تو اس میں proper statement آئی ہوئی ہے۔ یہ subjudiced matter ہے اس پر میں کسی کو بات نہیں کرنے دوں گا۔ میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کی complete statements اخبارات میں بھی موجود ہیں اور press میں بھی موجود ہیں اس پر مزید بات نہیں ہوگی۔ جو جھوٹا ہے عدالت اس کو قوم کے سامنے لے آئے گی۔ بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا تو موقف یہ ہے کہ میاں صاحبان حلف دیں کہ انہوں نے پیسے نہیں لئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: already ان کا بیان آچکا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پھر بتائیں کس سے لئے اور کتنے پیسے لئے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Basra Sahib! This is unbecoming of a parliamentarian. It is a subjudice matter and I'll not allow you to talk like this.

بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ This is dispose of.

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! On his behalf.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf. (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ سید حسن مرتضیٰ!

ملک محمد وارث کلو: یونس حبیب ایک گندا آدمی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ This is no way.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر بتائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 7331 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ سے سرگودھا روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*7331: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ سے سرگودھا روڈ فیصل آباد تک آخری مرتبہ کب بنائی گئی اور اس پر کتنا خرچہ آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس اہم سڑک کا بیشتر حصہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اس کی مرمت کب کی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سڑک مذکورہ کی بحالی و بہتری مالی سال 2010-11 میں مکمل کی گئی ہے۔ قبل ازیں اس سڑک کی اصلاح وکشادگی سال 1987-88 میں کی گئی تھی جس پر 11.703 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) جز (الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ سے سرگودھا روڈ فیصل آباد تک جو ہے یہ مکمل ہو گئی ہے۔ یہ بڑی اچھی سڑک بنی ہے لیکن اس روڈ کی ٹریفک کی گنجائش کے مطابق اب بھی یہ چھوٹی ہے۔ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ اس سڑک کی توسیع کے لئے کئی دفعہ علاقہ نے demand کی ہے، کیا اس کی توسیع کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سڑک کی پہلے 88-1987 میں کشادگی کر دی گئی تھی اور پھر اس کو improve کرنے کے لئے، اس کی rehabilitation کے لئے 11-2010 میں اس پر کام کیا گیا ہے۔ اس سڑک کی چوڑائی 30 فٹ ہے، 6 فٹ اس کا treated shoulder ہے چونکہ یہ ہمارا standard ہے تو فی الحال اس کی چوڑائی اتنی ہی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب، چنیوٹی صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 7330 take up کرنا چاہتا تھا۔ وہ overlook ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کوئی بولا نہیں تھا اس لئے dispose of ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بولی تھی لیکن آپ نے سُنا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اتنے شور میں مجھے سمجھ نہیں آئی۔ Sorry, وہ dispose of ہو گیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے مہینوں میں چیف منسٹر صاحب چنیوٹ تشریف لائے اور ان سے چنیوٹ۔ فیصل آباد روڈ کو one way کرنے کا مطالبہ کیا گیا انہوں نے وہاں پر حکم بھی دے دیا تھا لیکن میں نے سُنا ہے کہ جھنگ۔ فیصل آباد روڈ کو پہلے شروع کر دیا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے چونکہ اس کو one way کرنے کا حکم دیا ہے تو منسٹر صاحب ہمیں یہ بتا دیں کہ کم از کم آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کو شامل کر دیا جائے گا۔ ہر روز اس روڈ پر accidents ہوتے ہیں۔ ٹریفک بہت تیز رفتار ہوتی ہے اور ہر روز اس قسم کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سڑک 93 کلو میٹر لمبی ہے۔ خوشاب، چنیوٹ اور فیصل آباد روڈ جو ہے پہلے اس کی حالت خراب تھی اب کارپٹ کر دی گئی ہے اور اس روڈ کی چوڑائی 24 فٹ ہے اور جو اس کے treated shoulders ہیں تو اس حساب سے یہ 30 فٹ بنتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سڑک کی حالت اچھی ہے اور 30 فٹ چوڑی سڑک میں جو traffic flow ہے،

جو traffic intensity ہے اس کے مطابق یہ سڑک بہتر ہے اور نئی بنی ہے اور ابھی حال ہی میں 2011 میں مکمل ہوئی ہے اور میں نے دیکھی ہے بہت شاندار سڑک ہے فی الحال اس کی expansion کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ روڈ نئی بنی ہے، بہت اچھی ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس روڈ پر ٹریفک کا بہاؤ بہت زیادہ ہے اور چیف منسٹر صاحب نے وعدہ بھی کیا ہے بلکہ اسی سال وعدہ کیا تھا کہ ہم اس سڑک کو one way کر دیں گے اس لئے میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم آئندہ مالی سال میں اس سڑک کو one way کرنے کے لئے بجٹ مختص فرمائیں۔ فیصل آباد سے چنیوٹ تک تقریباً اٹھارہ کلو میٹر پہلے ہی سڑک بن چکی ہے غالباً پندرہ سولہ کلو میٹر بقایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اتنا زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا۔ کم از کم کماپور سے چنیوٹ تک والے حصے کو one way کرنے کا کوئی وعدہ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو وعدوں والا کام ہے اسے پی اینڈ ڈی والوں سے کرایا کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ جو کماپور روڈ کی بات کر رہے ہیں یہ دوسرے route پر آتی ہے۔ اس وقت جو سوال زیر بحث ہے وہ اور ہے۔ ان کی تجویز کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذریعے محکمہ پی اینڈ ڈی کو پہنچا دیا جائے گا وہ اس پر غور کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ٹریفک کا بہاؤ بہت زیادہ ہے اس لئے بجائے اس کے کہ چوبیس فٹ سڑک کو ہی چلنے دیا جائے اس کو one way کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ آپ کی تجویز محکمہ پی اینڈ ڈی کو پہنچا دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سڑک 3۔ارب 70 کروڑ روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی ہے اور ابھی 11-2010 میں مکمل ہوئی ہے۔ چنیوٹ سے فیصل آباد تک سڑک کی تعمیر کے لئے معزز ممبر نے جو تجویز پیش کی ہے میں اپنے محکمہ سے کہوں گا کہ وہ اسے محکمہ پی اینڈ ڈی کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال چوہدری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf. سوال نمبر 7564 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا-2010-11 میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے جاری کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*7564: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 2010-11 میں ضلع سرگودھا کی درج ذیل جاری سکیموں کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

1- تعمیر سڑک از کانڈیوال روڈ سے چک نمبر 101 جنوبی براستہ پل ملکوال
2- تعمیر سڑک از پل ڈرین بائی پاس تا ہملہ 41 شمالی ہمراہ ڈرین مع لنک 91 الف جنوبی شرقی
3- تعمیر سڑک از SB/87 تا آبادی چودھری عبدالرشید
4- تعمیر پختہ سڑک از SB/94 تا چک SB/ 94-97 براستہ آبادی زمان
5- تعمیر سڑک از پل SB/ 36-40 روڈ ہمراہ مائنر مع لنک آبادی چودھری قمر چیمہ
6- تعمیر سڑک از مین بازار تا کپہ کالونی براستہ گرلز و بوائز سکول SB/70

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سڑکوں پر کام بند پڑا ہوا ہے اور ٹھیکیداروں نے ابھی تک فنڈز ہونے کے باوجود کام شروع نہیں کیا ہے؟

(ج) کام شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں یہ کام کب تک شروع کر دیئے جائیں گے اور ان کی تکمیل کب تک ممکن ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکات سالانہ ترقیاتی پروگرام 2010-11 میں شامل تھیں اور ان کے لئے فنڈز مختص کئے گئے تھے اور یہ تمام سڑکات مالی سال 2010-11 میں مکمل ہو گئی تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کے بعد یہ غیر متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب سے وقفہ سوالات شروع ہوا ہے آپ بھی سن رہے ہیں، میں بھی سن رہی ہوں اس کے علاوہ اس معزز House کے سارے ممبر بھی سن رہے ہیں کہ کسی ایک روڈ کے بارے میں ابھی تک یہ نہیں کہا گیا کہ اس کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ کسی سڑک کا تھوڑا سا حصہ رہتا ہے تو کسی کا زیادہ رہتا ہے لیکن ایک حیرت انگیز انکشاف اس سوال کے جواب میں کیا گیا ہے جس میں چھ سڑکوں کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں ضلع سرگودھا کی درج ذیل جاری سکیموں کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟ اس کا جواب محکمے کی طرف سے موصول ہوا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکات سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں شامل تھیں اور ان کے لئے فنڈز بھی مختص کئے گئے تھے اور یہ تمام سڑکات مالی سال 11-2010 میں مکمل ہو گئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسے possible ہے اور اگر ایسا ہوا ہے تو کس محکمہ نے کیا ہے کیونکہ زمینی حقائق تو ایسے نہیں ہیں۔ یہ سوال ستمبر 2010 میں پوچھا گیا تھا، اس کا جواب 2012 میں آیا ہے لہذا مجھے وزیر موصوف صاحب categorically ان چھ سڑکوں کے بارے میں بتائیں کہ ہر سڑک کے لئے کب فنڈ مختص کئے گئے اور کب یہ سڑکیں مکمل ہوئیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سڑکیں بن گئی ہیں۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ 1- تعمیر سڑک از کانڈیوال روڈ سے چک نمبر 101 جنوبی براستہ پل ملکوال، اس سڑک کا 09-12-12 کو روزنامہ "پاکستان" میں اشتہار دیا گیا جس میں پانچ ٹھیکیداروں نے حصہ لیا جس میں کم از کم ریٹ خالد وڑائچ کی طرف سے تھا جو 3.92 فیصد زائد تھا اور 10-04-22 کو اس کا آغاز ہوا تھا جس کی تکمیل 11-06-30 کو ہوئی، یہ سڑک مکمل ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری سڑکوں کے متعلق بھی آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ 10-04-23 کو شروع ہوئی اور 11-06-30 کو مکمل ہو گئی۔ اس پر تخمینہ لاگت 3.987 ملین روپے تھا اور وڑائچ برادرز ٹھیکیدار کا اس میں سب سے کم ریٹ تھا۔ جس کا اشتہار روزنامہ "پاکستان" میں 09-12-12 کو آیا تھا اور اس میں چار ٹھیکیداروں نے participate کیا تھا، سب سے کم ریٹ وڑائچ برادرز کی طرف سے تھا اور 3.92 فیصد زائد پر ان کو کام الاٹ ہوا، یہ سڑک بھی 30۔ جون 2011 کو مکمل ہو گئی۔

جناب سپیکر! تیسری سڑک از SB/87 تا آبادی چودھری عبدالرشید جس کی لمبائی 1.11 کلو میٹر ہے اور اس پر 10-04-21 کو کام شروع کیا گیا اور یہ سڑک 11-06-30 کو مکمل ہوئی۔ اس کا

تخمینہ لاگت 34 لاکھ 54 ہزار روپے تھا یہ سڑک بھی مکمل ہو گئی ہے۔ مدینہ ٹریڈر نے اس کا کام کیا ہے اور اس کا اشتہار روزنامہ "پاکستان" میں شائع ہوا تھا۔

جناب سپیکر! چوتھی سڑک تعمیر پختہ سڑک از 94/SB تا چک 97-94 /SB براستہ آبادی زمان۔ جو کہ 1.42 کلو میٹر سڑک ہے۔ 4.434 ملین روپے اس کی لاگت ہے اور یہ کام 10-04-26 کو شروع ہوا تھا 11-06-30 کو مکمل ہوا اور ہرل اینڈ کمپنی نے اس کا contract لیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پانچویں سڑک کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ سڑک از پل 40-36/SB روڈ ہمراہ مائنر مع لنک آبادی چودھری قمر چیمہ۔ اس کی مالیت۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں جو بات point out کرنا چاہتی تھی محترم وزیر صاحب نے وہ بات خود ہی کر دی ہے۔ اس کی تفصیل میں نے صرف اس لئے مانگی تھی کہ سیریل نمبر 1 پر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آپ نے specifically پوچھا تھا کہ تمام سڑکوں کو explain کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! وہ میں نے اس لئے پوچھا تھا اور اس کی وجہ بھی میں بتاتی ہوں کہ میں اس ایریا سے belong کرتی ہوں اس لئے مجھے تو اس کا پتا ہے لیکن اب یہ سارا House بھی سن لے کہ اگر 11-2010 کے سالانہ projects کی بات کی جاتی ہے تو ایک سڑک جو 09-12-12 کو ٹینڈر ہوتی ہے تو وہ 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں نہیں آ سکتی۔ اگر کسی چیز کا ٹینڈر 2009 میں ہو رہا ہے۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ چیف منسٹر کے directive کے تحت ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! .Whatever it is یہ سوال 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ چیف منسٹر کے directive پر یہ کام ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سپلیمنٹری گرانٹ 10-2009 میں فراہم کی گئی تھی اور چیف منسٹر کے directive کے تحت یہ سڑک بنائی گئی تھی۔

محترمہ سیمل کامران: چیف منسٹر نے کیا کہا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چیف منسٹر کے directive پر یہ سڑک بنی ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے مؤدبانہ گزارش ہے اور میں ان سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہاں پر کون سی گیدڑ سنگھی استعمال ہوئی ہے جو تمام سڑکیں بروقت بن گئی ہیں، یہی کچھ ملتان روڈ والوں کے لئے بھی عنایت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ دیکھیں کہ ابھی تک خواجہ اسلام صاحب، رانا محمد افضل خان صاحب، چودھری اسد اللہ صاحب بلکہ جن جن کے بھی سوالات آئے ان سب نے یہ کہا ہے کہ ہم مطمئن ہیں۔ سڑکوں کے حساب سے تو میرے خیال میں سب مطمئن ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سلسلے میں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور مزید کتنے عرصہ تک ہکلا بکلا رہے گا کم از کم اس کی سڑکوں کو درست توکروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا مطلب؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جب کسی کا سوال ہوتا ہے تو اس کا right ہوتا ہے کہ وہ اس کا جواب بھی لے لیکن منسٹر صاحبان کو assist کرنے کے لئے ادھر ادھر سے جو feed back جاتے ہیں یا یہ جو interruption ہوتی ہے میں آپ سے request کرتی ہوں کہ اس کو روکا جائے۔ اس House کے جو norms ہیں اس کے مطابق اس کو چلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کوشش تو یہی کرتا ہوں۔ شکریہ۔ میاں طارق محمود صاحب!

گجرات، سرگودھا روڈ تا ڈنگہ کھاریاں براستہ یو جے سی کی مرمت و تعمیر کا معاملہ

*7757: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گجرات سرگودھا روڈ تا ڈنگہ کھاریاں براستہ یو جے سی جس کی لمبائی 33 کلو میٹر ہے کو مرمت کی غرض سے محکمہ نے اے ڈی پی میں شامل کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈنگہ بائی پاس انتہائی خطرناک حالت میں ہے، کیا محکمہ نے اس سڑک کو بلاک ایلوکیشن میں شامل کر لیا ہے اگر کر لیا ہے تو کب تک کام شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(ب) ڈنگہ بائی پاس کی تعمیر و بحالی کا کام Chief Minister's Special District Package 2011-12 میں شامل ہے اور اس کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب والا! اس کے جز (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک کس نے بنائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سڑک کس نے بنائی ہے؟

میاں طارق محمود: میرا کہنے کا مطلب ہے کہ یہ سڑک کس ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کو معلوم نہ ہو کہ یہ سڑک کس نے بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ دو سڑکیں ہیں ایک تو انہوں نے پوچھا ہے کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ گجرات سرگودھا روڈ تا ڈنگہ کھاریاں براستہ یو جے سی جس کی لمبائی 33 کلو میٹر ہے کو مرمت کی غرض سے محکمہ نے اے ڈی پی میں شامل کر لیا ہے؟ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی سڑک ہے جو کہ 33 کلو میٹر ہے۔ دوسرا portion انہوں نے ڈنگہ بائی پاس کے متعلق پوچھا ہے، یہ چیف منسٹر صاحب کا جو ڈسٹرکٹ پروگرام ہے یہ اس میں سے بنائی جا رہی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! وزیر صاحب سے میں نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ سڑک جس کے بارے میں انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سڑک کس ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں DO(Roads) ہوتے ہیں اور DCO اس کے ہیڈ ہوتے ہیں۔ اسی طرح EDO(Works) ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ سڑک بنوائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب میں تو موجود ہے کہ ضلعی حکومت ہی بنوائے گی۔

میاں طارق محمود: جناب والا! اگر یہ سڑک پنجاب ہائی وے نے بنائی ہو، صوبائی حکومت نے بنائی ہو تو پھر اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تہانوں پتہ اے تے فیر خیر اے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اگر یہ مرمت نہیں کرا سکتے، جواب تو غلط نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ضلعی حکومت نے نہیں بنائی بلکہ صوبائی حکومت نے بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے devolve ہو گئے ہیں۔ پہلے تو سارا محکمہ ہی صوبائی حکومت کا تھا اور اس کا نام ہائی وے تھا۔ جب یہ محکمہ devolved ہو گیا تو چھوٹی سڑکیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلی گئیں اور بڑی سڑکیں محکمہ ہائی وے اور صوبائی حکومت کے پاس آ گئیں۔ اس وقت یہ سڑک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں وزیر موصوف کی کوئی غلطی نہیں ہے بیوروکریسی نے غلط جواب لکھ کر دیا ہے بلکہ جھوٹ بولا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ صوبائی اسمبلی کو اگر جھوٹ لکھ کر بھیج دیا جائے تو کم از کم اس کے خلاف کارروائی تو ہونی چاہئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس کو چیک کرا لیتا ہوں۔ اس کو چیک کرا کر آپ کو apprise کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ یہ بتائیں کہ اس کے متعلق آپ کی اپنی observation کیا ہے کہ آیا یہ ضلعی حکومت کا کام ہے؟

میاں طارق محمود: جناب والا! یہ سڑک پنجاب ہائی وے نے بنائی ہے اور میری اس سلسلے میں صرف یہ request تھی کہ یہ سڑک نہر کے کنارے پر واقع ہے اور اس سڑک کے کچھ حصے اتنے خراب ہیں کہ وہاں پر کسی بھی وقت کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس مقصد کے لئے کچھ فنڈ مختص کرا کر اس کی مرمت کرا دی جائے۔ اس کا جواب یہ آیا ہے کہ یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل

میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے، اب یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ دیکھنا تو یہ چاہئے تھا کہ صوبائی اسمبلی ایک بڑا forum ہے اور اس forum پر اگر ہم کوئی سوال لے کر آتے ہیں تو وہ اس مسئلے کے حل کے لئے لاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی observation یہ ہے کہ یہ سڑک صوبائی حکومت نے بنائی ہے۔

میاں طارق محمود: سو فیصد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جس بندے نے اسمبلی کو غلط جواب دیا ہے اس کی انکوائری لگائیں اور House کو apprise کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضروری نہیں کہ یہ جواب غلط ہو اسے check کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہ بات ہے تو میں خواجہ اسلام صاحب، میاں طارق صاحب اور رانا افضل صاحب پر مشتمل کمیٹی بناتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں اور جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ جب مشرف regime آئی تو اس وقت اس کی تقسیم ہو گئی چھوٹی سڑکیں ضلع میں چلی گئیں اور ہائی وے کی سڑکیں صوبے کے پاس چلی گئیں۔ یہ سڑک 2001 سے پہلے صوبائی حکومت نے بنائی تھی لیکن بعد میں ضلعی حکومت کو transfer ہو گئی اور ابھی یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے، جواب میں بھی یہ لکھا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں ہے۔ آپ جواب دیکھ لیں اس میں یہ نہیں لکھا کہ یہ بنائی کس نے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کس کی ذمہ داری ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): اب اس کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سڑک صوبائی حکومت نے بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ تمام سڑکیں سی اینڈ ڈبلیو کا محکمہ پراونشل ہائی وے بناتا تھا۔ 2001 میں یہ محکمہ devolve ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال 2001 کا نہیں بلکہ 2010 کا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا explain کر رہا ہوں کہ جب 2001 میں بہت سارے محکمے devolved ہو گئے، C&W بھی devolved ہو گیا، سڑکیں پراونشل گورنمنٹ نے بنائی تھیں اور یہ 2001 سے پہلے بنی ہیں۔ جب محکمے devolved ہو گئے تو اس میں C&W بھی devolved ہو گیا، اس کا ایک portion ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلا گیا اور دوسرا پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہے۔ چھوٹی سڑکیں devolved شعبے کو دے دی گئیں یہ پراونشل ہائی وے نے بنائی تھیں لیکن یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلی گئیں اور جو بڑی سڑکیں تھیں وہ پراونشل نے اپنے پاس رکھی تھیں۔ چنانچہ جس طرح باقی محکمے تقسیم ہوئے اسی طرح C&W بھی دو portion میں تقسیم ہو گیا، جو ڈسٹرکٹ کی سڑکیں ہیں ان کی دیکھ بھال ڈی او، رورڈز کرتا ہے اس کے ہیڈ ای ڈی او، ورکس ہیں۔ اس کا دوسرا component ہائی وے کا ہے جو پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہے۔ یہ سڑک 2001 سے پہلے بنی تھی اور اس وقت محکمے devolved نہیں ہوئے تھے اس وقت یہ صوبائی حکومت نے بنائی تھی لیکن جب محکمے devolved ہو گئے تو یہ روڈ سٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں چلی گئی اور جواب میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ سڑک 2001 کے بعد بنی ہے اور یہ پراونشل ہائی وے نے بنائی ہے۔ یہ میرے حلقے کی بات ہے یہ سڑک کنجاہ سے لے کر ڈنگہ کھاریاں روڈ کو cross کرتی ہوئی ہیڈ رسول تک جاتی ہے۔ اب بھی اس کا estimate پنجاب ہائی وے نے بنایا ہے۔ میری تو یہ request ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ چونکہ آپ معزز ممبر اسمبلی ہیں اور آپ نے On the floor of the House اس پر بات کی ہے اس لئے میں نے جو کمیٹی form کی ہے خواجہ اسلام صاحب کی ---

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس پر بالکل کمیٹی کی ضرورت ہے۔ میں آپ پر کوئی بات نہیں کر رہا۔ محکمے نے جو لکھ کر on the floor of the House بھیجا ہے اب یہ House کی امانت ہے۔ اس پر میاں طارق صاحب، رانا افضل صاحب اور خواجہ اسلام صاحب پر مشتمل کمیٹی ہے پرسوں آپ

محکمے کو اس کمیٹی کے ساتھ بٹھائیں گے اور اس سوال کے بارے میں جو اصل حقیقت ہے وہ آپ سپیکر چیمبر میں آکر apprise کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بے شک کمیٹی بیٹھ جائے لیکن facts یہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! facts یہ ہیں کہ جواب یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جو لوگ اس House کو اتنا light لیتے ہیں ہم انہیں light نہیں لینے دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں! نہیں تو میں ابھی ان کے خلاف کارروائی کا حکم دے دوں گا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7759 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا کے آر ایچ سی، بی ایچ یو و بوائز کالج کی عمارات کی تعمیر کی بندش کا مسئلہ

*7759: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ R.H.C چک SB-46، B.H.U چک SB-75 اور R.H.C بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی اپ گریڈیشن منظور ہوئی تھی نیز گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی تعمیر کا کام محکمہ نے شروع کیا تھا؟

(ب) مندرجہ بالا چاروں سکیموں پر کتنے تخمینہ لاگت سے کام شروع کیا گیا اور کب سے شروع کیا گیا اور کن کن فرموں نے تعمیر کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں پر کام ادھورا چھوڑ کر ان کو متعلقہ محکموں کے حوالے کر دیا گیا؟

(د) کیا محکمہ ان پر کام مکمل کرنے اور محکمہ خزانہ سے بقایا رقم کا مطالبہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ خزانہ کو لکھی گئی چٹھی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ RHC چک BHU,46-SB چک 75-SB اور RHC بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی اپ گریڈیشن منظور ہوئی تھی نیز گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی تعمیر کا کام محکمہ نے شروع کیا تھا۔

(ب) مندرجہ بالا چاروں سکیموں کی تفصیلات درج ذیل ہیں

سکیم کا نام	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	فرم کا نام
ا۔RHC بھاگٹانوالہ	15.663M روپے	19.01.2005	سید شبر رضا نقوی، گورنمنٹ کنٹریکٹر
۲۔RHC چک نمبر 75 جنوبی	(M)16.980 روپے	27.04.2006	چودھری قربان گجر، گورنمنٹ کنٹریکٹر
۳۔RHC چک نمبر 46 جنوبی	(M)15.747 روپے	17.05.2007	ملی کنسٹرکشن کمپنی
۴۔بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ	(M)33.930 روپے	06.06.2006	چودھری قربان گجر، گورنمنٹ کنٹریکٹر

(ج) بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ کو ہر لحاظ سے مکمل کر کے مارچ 2010 میں محکمہ تعلیم سرگودھا کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ منصوبہ جات میں زیادہ تر کام مکمل ہو چکا ہے اور مین عمارتیں استعمال کے لئے متعلقہ محکمہ کے سپرد کر دی گئی ہیں تاہم کچھ جزوی کام اور سروسز سے متعلقہ کچھ کام ہونا باقی ہے جس کے لئے اٹھائیس لاکھ پانچ ہزار (M)2.805 روپے کے فنڈز درکار ہیں۔

(د) جی ہاں! محکمہ بلڈنگز نے بقایا مطلوبہ فنڈز کی فراہمی کے لئے سیکرٹری محکمہ صحت کو بذریعہ چیف انجینئر محکمہ تعمیرات ساؤتھ زون لاہور چٹھی نمبری 1322/B(S)، مورخہ 10-12-23 اور چٹھی نمبری 3432/B(S)، مورخہ 12-02-06 تحریر کر دیا ہے۔ (چٹھیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) تاکہ وہ محکمہ خزانہ سے فنڈز فراہم کرائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ کی upgradation اور اس کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا؟ اس کی exact date بتادیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ سوال دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے اس کی تاریخ پوچھی ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے جز (الف) کے حوالے سے پوچھا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ 3 کروڑ 39 لاکھ 30 ہزار کی لاگت سے بنایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی تاریخ بتا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): میں تاریخ بتا رہا ہوں 06-06-06 کو اس کی تعمیر کا آغاز ہوا تھا اور قربان گجر اس کے کنٹریکٹر تھے اس نے یہ بلڈنگ بنائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں بتایا گیا ہے کہ اس عمارت کا کچھ کام باقی ہے لہذا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بھاگٹانوالہ کالج مارچ 2010 میں مکمل ہو گیا ہے اور یہ بلڈنگ محکمے کو transfer کر دی گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ کچھ کام بقایا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): وہاں لکھا ہے لیکن latest جواب یہی ہے کہ بوائز کالج بھاگٹانوالہ کی بلڈنگ ہر لحاظ سے مکمل کر کے مارچ 2010 میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو handover کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ handover ہو چکا ہے۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On his behalf

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ ہماری پارٹی سے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس پارٹی کے ہیں ہمیشہ اس کو precedence دی جاتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 8006 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیلاب کے دوران سروبہ گاؤں کے تین افراد کو معاوضہ کی ادائیگی و پل کو مکمل کرنے کی تفصیلات

*8006: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حالیہ شدید بارشوں میں دریائے سواں میں سیلاب کے دوران سروبہ گاؤں کے تین اشخاص دریا میں بہہ گئے؟

(ب) کیا ان لوگوں کے لواحقین کو حکومت پنجاب نے کوئی معاوضہ وغیرہ ادا کیا ہے؟

(ج) مزید حکومت سروبہ کے مقام پر نامکمل پل کو مکمل کرنے کا پروگرام رکھتی ہے اگر حکومت کا پروگرام ہے تو کب تک مکمل کرے گی، کیا حکومت نے اس کے لئے کوئی رقم مختص کی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) علم نہ ہے۔

(ب) علم نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے سروبہ پل کی تعمیر کے لئے مالی سال 12-2011 میں 55 ملین روپے مختص کئے ہیں اور منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے۔ بقایا مطلوبہ فنڈز کی فراہمی پر کام کی تکمیل ہو سکے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے سوال کیا ہے کہ حالیہ شدید بارشوں میں دریائے سواں میں سیلاب کے دوران سروبہ گاؤں کے تین اشخاص دریا میں بہہ گئے لیکن محکمے نے جواب دیا ہے کہ علم نہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ ان کے لواحقین کو حکومت پنجاب نے کوئی معاوضہ وغیرہ ادا کیا پھر محکمے نے کہا ہے کہ علم نہ ہے۔ وزیر صاحب اس بات کا جواب دیں کہ محکمے کو علم کیوں نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محکمے کو علم کیوں نہیں ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ محکمے سے متعلقہ بات نہیں ہے۔ محکمے نے تو سڑکوں کے بارے میں بتانا ہے چونکہ یہ متعلقہ نہیں ہے اس لئے علم نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کیا کہا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی دریا میں بہہ جائے تو وہ C&W سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ وہاں پر جو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا کوئی دوسری گورنمنٹ ہو گی اسی کو پتا ہو گا لیکن ان کو اس بارے میں علم نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا یہ سوال اس محکمے سے relevant نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں علم نہ ہے impliedly وہ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ یہ اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جی، یہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن وہاں پر محکمہ انکوائری تو کر سکتا تھا، وہاں ایک پل ہے جسے محکمہ بنا رہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے ڈی سی او کو فون کیا ہے لیکن وہ ملے نہیں، میں ان سے confirm کر لوں تاکہ یہاں غلط سٹیٹمنٹ نہ ہو اس لئے میں اس کی تصدیق کر کے بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ 2010 کا سوال ہے 2012 میں اس کا جواب آ رہا ہے۔ جب آپ briefing لینے بیٹھے تو تب آپ نے محکمے کو کہا کہ متعلقہ ڈی سی او سے پوچھے؟ میں جو پہلے بات کر رہا تھا کہ یہ محکمہ اس House کو light لے رہا ہے، House نے ایک سوال پوچھا تھا ان کا فرض تھا کہ یہ پوچھ کر جواب میں یہ لکھتے کہ ہم نے انکوائری کی ہے اور انکوائری کرنے سے یہ پتا لگا ہے کہ یہاں پر تین لوگ نہیں ڈوبے یا یہ پتا لگا ہے کہ یہ تین لوگ ڈوبے ہیں اور ان کے متعلق ہم نے حکومت سے یہ request کی ہے۔ جب House سوال کرتا ہے تو وہ اس کی ملکیت بن جاتا ہے اور ہم کسی محکمے کو اس House کو اتنا light نہیں لینے دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ سے مجھے بہت تسلی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ایک منٹ، پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر آپ precedents دیکھیں تو ہمیشہ یہ جملہ استعمال ہوتا ہے کہ یہ متعلقہ نہ ہے۔ کم از کم میں نے اپنے 9 سال کے پارلیمانی تجربے میں علم نہ ہے کسی جواب میں

نہیں دیکھا-متعلقہ نہ ہے تو مانا جا سکتا ہے، محکمہ سے متعلقہ نہ ہے یہ لکھا جا سکتا ہے لیکن علم نہ ہے کا مطلب ہے کہ [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر رہا ہوں۔ یہ House supreme ہے۔ یہ House اور کچھ نہیں ہے یہ House supreme ہے۔ میں نے جو پہلے کمیٹی بنائی تھی اس میں آمنہ الفت صاحبہ کو بھی شامل کر رہا ہوں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ House کو اس طرح کے جواب دیں- میں حکومت کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں اس سوچ کی بات کر رہا ہوں جو اس ایوان کو جواب دیتے ہوئے اس کے اندر کار فرما ہے- یہ کمیٹی اس کو بھی دیکھے گی کہ اس طرح یہ لکھ کر بھیجنے کی کس طرح جرات ہوئی کہ علم نہ ہے۔ یہ ڈی سی او کو ایک فون کر کے نہیں پوچھ سکتے تھے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے کل خود ڈی سی او کو فون کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے متعلقہ سیکرٹری یہاں آئے ہوئے ہیں، اس وقت محکمے کا متعلقہ آدمی کون بیٹھا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): یہاں پر چیف انجینئرز اور ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کمیٹی ابھی ملے گی- میں نے اس جواب کا بڑا سخت notice لیا ہے- اگر آئندہ کسی محکمے کی طرف سے اس قسم کا جواب آیا تو اس کے خلاف اسی وقت کارروائی کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس وقت یہی روّیہ desired ہے کہ بیوروکریٹ جان بوجھ کر اس House کی تضحیک کرتے ہیں اس لئے ان کو اسی طرح discourage ہونا چاہئے اور میری یہ گزارش ہو گی کہ محکمہ پورے House کے سامنے اس پر written apology کرے- علم نہ ہے کا stance کہیں استعمال نہیں ہوتا اس لئے محکمے کی طرف سے اس پر House میں written apology آنی چاہئے-

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں نے کمیٹی بنا دی ہے اور اب کمیٹی اس کے اوپر پورا action لے کر House کو بتائے گی۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سڑک کے حوالے سے جو جواب دیا گیا ہے وہ صحیح ہے، آپ بے شک check کرالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! وہ معاملہ اب کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر غلطی سے "علم نہ ہے" لکھا گیا ہے محکمہ کو "غیر متعلقہ ہے" لکھنا چاہئے تھا۔ میں نے ہدایت کی ہے کہ ڈی سی او سے فون کر کے معلوم کریں تو انہوں نے کہا کہ ہم معلوم کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بات کو follow نہیں کر رہے۔ جب آپ نے سوالات کے بارے میں briefing لی تو اس وقت آپ نے کہا کہ ڈی سی او سے رابطہ کر کے پوچھا جائے۔ کیا دو سال تک یہ محکمہ سویا رہا ہے؟ دو سال اسمبلی کا سوال ان کے پاس پڑا رہا اور یہ ڈی سی او سے رابطہ نہیں کر سکے۔ کیا یہ سوئے رہے ہیں؟ اس معاملے کو اب کمیٹی بیٹھ کر دیکھے گی۔ This is no way.

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس پر میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر میں نے کمیٹی بنا دی ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! چونکہ آپ دو سوال کر چکی ہیں اس لئے آپ اب مزید سوال نہیں کر سکتیں۔ اگلا سوال حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 8271، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ چنیوٹ میں بائی پاس رنگ روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*8271: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ چنیوٹ میں اس وقت بائی پاس اور رنگ روڈ کی تعمیر جاری ہے اس کی لمبائی و تخمینہ لاگت سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بائی پاس چنیوٹ سٹی جھنگ روڈ لاہور روڈ کی مورخہ 8-نومبر 2005 کو تعمیر شروع ہوئی اس کی لمبائی، مدت تکمیل، تخمینہ لاگت کیا ہے کتنے فنڈز استعمال ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود نامکمل ہے اس روڈ کا کتنا کام مکمل ہو گیا ہے اور کتنا باقی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس روڈ کی تعمیر کس اتھارٹی کے حکم سے ہو رہی ہے اس کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا نیز کیا حکومت متذکرہ بائی پاسز کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ چنیوٹ میں چنیوٹ شہر کے گرد بائی پاس اور رنگ روڈ کی تعمیر جاری ہے اور یہ منصوبہ درج ذیل تین سکیموں پر مشتمل ہے۔

سکیم کا نام	لمبائی	تخمینہ لاگت (ملین روپے)
1۔ تعمیر رنگ روڈ چنیوٹ سٹی	12.50 کلومیٹر	154.700
2۔ تعمیر بائی پاس چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ سے چنیوٹ سرگودھا روڈ	7.53 کلومیٹر	193.470
3۔ تعمیر بائی پاس چنیوٹ جھنگ روڈ سے چنیوٹ سرگودھا روڈ	6.49 کلومیٹر	157.297
کل	26.52 کلومیٹر	505.467

(ب) یہ درست ہے کہ بائی پاس /رنگ روڈ چنیوٹ سٹی جھنگ روڈ لاہور روڈ، سکیم نمبر 1 جز (الف) مورخہ 8-نومبر 2005 کو شروع ہوئی اور اس سکیم کی بابت مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

لمبائی	12.50 کلومیٹر
مدت تکمیل	6 مہینے بمطابق معاہدہ
تخمینہ لاگت	154.700 ملین روپے
استعمال شدہ فنڈز	159.498 ملین روپے
بقایا (Available) فنڈز	10.355 ملین روپے

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک نامکمل ہے اور اس پر کام جاری ہے اس سڑک کا 7 کلومیٹر کام مکمل ہو گیا ہے جبکہ 5.50 کلومیٹر میں بیس کورس مکمل ہے اس پر صرف کارپٹ کا کام بقایا ہے۔

(د) اس سڑک کی تعمیر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہو رہی ہے اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ رائل کنسٹرکشن کمپنی فیصل آباد کو دیا گیا ہے۔ حکومت اس سڑک کو جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جون 2012 تک سڑک کی تکمیل متوقع ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں محکمہ نے تسلیم کیا ہے کہ چنیوٹ سٹی جھنگ روڈ سے لاہور روڈ کو ملانے والا بائی پاس 8-نومبر 2005 کو شروع ہوا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ادھوری سکیمیں وہی ہیں جو کہ پچھلی حکومت نے شروع کی تھیں۔ انہوں نے یہاں جواب میں مدت تکمیل چھ مہینے لکھی ہے۔ 2005 سے لے کر 2012 تک تقریباً سات سال ہو چکے ہیں لیکن یہ منصوبہ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔ یہ سڑک درمیان میں جھمرہ روڈ کو cross کرتی ہوئی لاہور روڈ پر پہنچتی ہے۔ تقریباً چھ سات کلومیٹر area میں پتھر پڑا ہوا ہے اور سڑک کی پہلے سے بھی بُری صورتحال ہے۔ میری معلومات کے مطابق اس کا ٹھیکیدار بھاگا ہوا ہے۔ یہاں محکمہ کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ حکومت اس سڑک کو جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جون 2012 تک سڑک کی تکمیل متوقع ہے۔ یہ اس وقت مکمل ہو گی جب وہاں پر کام شروع ہو گا۔ وہاں تو ٹھیکیدار ہی بھاگ گیا ہے تو یہ کام کیسے شروع ہو گا؟ منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ اس ایوان کو بتائیں کہ وہ ٹھیکیدار کب آئے گا، کب کام شروع کرے گا اور یہ سڑک کیسے مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چنیوٹ رنگ روڈ کے تین portions ہیں۔ ایک سرگودھا اور جھنگ کے درمیان رنگ روڈ ہے جو کہ Contractor "Khan Brothers" نے بنائی ہے۔ یہ سڑک موجودہ حکومت نے 24-09-2011 کو شروع کی تھی اور رنگ روڈ کا یہ حصہ 13-12-2011 کو مکمل ہو گیا ہے۔ رنگ روڈ کا دوسرا حصہ پنڈی بھٹیاں اور سرگودھا کے درمیان ہے جس کا Contractor طیب منظور ہے اور یہ 7.53 کلومیٹر لمبی ہے۔ یہ 13-05-2011 کو شروع ہوئی، 12-08-2012 کو مکمل ہوئی ہے اور اس پر 193 ملین روپے کی لاگت آئی ہے۔ رنگ روڈ کا تیسرا حصہ جھنگ اور پنڈی بھٹیاں کے درمیان ہے جس کا ٹھیکہ رائل کمپنی کے پاس ہے، انشاءاللہ یہ جون 2012 تک مکمل ہو جائے گی اور اس پر 144 ملین روپے لاگت آئے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ پچھلی حکومت کا شروع کیا ہوا منصوبہ ہے۔ ہماری حکومت نے جو منصوبے شروع کئے ہیں ان کے بارے میں تو وزیراعلیٰ صاحب ہر پندرہ دن بعد رپورٹ مانگتے ہیں اور

اس حکومت کے سب منصوبوں پر speedily کام ہو رہا ہے لیکن پچھلی حکومت کے شروع کئے ہوئے اس منصوبے کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس منصوبے کو مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! منسٹر صاحب on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ جون 2012 تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا تو ہمیں ان کی بات پر اعتبار کرنا چاہیئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب کام شروع ہو گا تو پھر ہی مکمل ہو گا اس لئے محکمہ کو ہدایت کی جائے کہ وہاں پر کام شروع کیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جلد ہی وہاں پر کام شروع ہو جائے گا اور جون 2012 تک مکمل بھی ہو جائے گا۔ یہ منصوبہ اگلے تین ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم منسٹر صاحب کی بات پر یقین کرتے ہیں مگر میری submission ہے کہ جب یہ منصوبہ جون میں مکمل ہو تو یہ House میں رپورٹ پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں already دو reports کے بارے میں کہہ چکا ہوں اب میں hat-trick نہیں کرنا چاہتا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی تک وہاں پر کام شروع نہیں ہوا۔ یہ مکمل اسی وقت ہو گا جب کام شروع ہو گا۔ ہم جون میں کیسے پوچھ سکتے ہیں کہ مکمل ہوا یا نہیں اور House کو کیسے پتا چلے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "اس سڑک کی تعمیر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہو رہی ہے اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ رائل کنسٹرکشن کمپنی فیصل آباد کو دیا گیا ہے۔"

سید ناظم حسین شاہ: میرا مقصد صرف یہی ہے کہ ہمیں inform کر دیا جائے کہ کام مکمل ہو گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس منصوبے پر 159 ملین روپے یعنی 15 کروڑ اور 94 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس منصوبے کو جون تک مکمل کر لیا جائے گا۔ حالات کا پتا تو نہیں ہوتا لیکن ہمارا یہ پروگرام ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جون تک اس منصوبے کو مکمل کر لیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ پچھلی حکومت کا پراجیکٹ ہے۔ پچھلی حکومت 2008 کو گئی اور آج 2012 ہے تو کیا یہ پراجیکٹ اس لئے نہیں مکمل کیا جا رہا ہے کہ یہ سابقہ حکومت کا initiative ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے منسٹر صاحب کی بات کو غور سے نہیں سنا۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اس منصوبے پر 15 کروڑ روپے سے زیادہ خرچ ہو چکے ہیں اور وہ House میں assurance دے رہے ہیں کہ 20 جون 2012 تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔ اگر اس assurance پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو آپ کے پاس Rules of Procedure کے مطابق Assurance Committee کے پاس جانے کا راستہ موجود ہے۔ منسٹر صاحب نے on the floor of the House ایک assurance دی ہے تو ہمیں اس پر یقین کرنا چاہئے۔ اگر خدانخواستہ اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو پھر Assurance Committee موجود ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب ایک کام لیا جاتا ہے تو اس کو ٹھیکیدار delay اس لئے کرتا ہے تاکہ schedule revise ہو۔ منسٹر صاحب مجھے بتا دیں کہ یہ originally ٹھیکہ کتنے کا تھا اور اب کتنی لاگت میں مکمل ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ یہ جواب دینے کے بعد مزید کوئی سوال نہیں ہو گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا تخمینہ لاگت 145 ملین روپے تھا۔ اس کی مدت تکمیل چھ ماہ تھی، اس سڑک کی لمبائی 12.50 کلو میٹر ہے اور اب اس پر کل لاگت 505 ملین روپے آ رہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے اس کو مہربانی کر کے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سوال کا نمبر لکھوا دیں میں اسے pending کرا دیتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا کہ یہ ٹھیکہ کتنے کا تھا اور کتنے میں مکمل ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! وہ بتا چکے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ یہ تفصیل شاہ صاحب کو پہنچا دیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

داروغہ والا تا واہگہ بارڈر روڈ کی تعمیر کی نگرانی کا معاملہ

*2763: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) داروغہ والا واہگہ بارڈر روڈ لاہور کی تعمیر محکمہ کے کن کن افسران کی زیر نگرانی کی جا رہی ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) اس کی تعمیر کا کام ان افسران نے کس کس تاریخ کو چیک کیا؟

(ج) ہر دفعہ ان افسران نے سڑک کی تعمیر میں استعمال ہونے والے مٹیریل کے بارے میں جو رپورٹ دی اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) ہر دفعہ ٹھیکیدار کو سڑک کی تعمیر کے بارے میں جو ہدایات جاری کیں اس کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) داروغہ والا واہگہ بارڈر روڈ لاہور کی تعمیر درج ذیل افسران کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
نفاست رضا	ایکسیئن	BS-18
نوید احمد	سب ڈویژنل آفیسر	BS-17
برہان مقصود	سب انجینئر	BS-11

(ب) اس سڑک کی تعمیر کا کام میسرز Engineering General Consultant (EGC) کنسلٹینٹ کی resident supervision کے تحت ہو رہا ہے۔ مزید برآں محکمہ کے افسران بھی وقتاً فوقتاً کام کو چیک کرتے رہتے ہیں۔

(ج) معیار تعمیر کو یقینی بنانے کے لئے کنسلٹینٹ مٹیریل کو چیک کرتے رہتے ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق معیار تعمیر تسلی بخش ہے۔

(د) ٹھیکیدار کو ہدایت کی گئی ہے کہ لنک روڈ کی کارپیٹنگ کا معیار، معیاری اور تصریحات کے مطابق کیا جائے اور ساتھ ہی سٹریٹ لائٹ کا کام، معیار کو قائم رکھتے ہوئے جلد از جلد مکمل کیا جائے اور کوالٹی پر Compromise نہ کیا جائے

لاہور-وحدت کالونی کوارٹرز میں لکڑی کے دروازوں، کھڑکیوں کو دیمک لگنے کی تفصیلات

*3978: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور کے سرکاری کوارٹر میں دروازے، کھڑکیاں، وارڈروبس اور لکڑی سے بنی ہوئی دیگر اشیاء کو دیمک سے شدید نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیمک کی وجہ سے سالانہ لاکھوں روپے سے دروازے،، کھڑکیاں اور دیگر اشیاء لگائی جاتی ہیں مگر چند ماہ بعد ان کو دیمک کھا جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کالونی کے تمام کوارٹرز میں دیمک کو کنٹرول کرنے کے لئے سپرے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ چند کوارٹرز میں دروازے، کھڑکیاں، وارڈروبس اور لکڑی سے بنی ہوئی دیگر اشیاء کو دیمک سے نقصانات کی شکایات ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ آج کل کھڑکیاں اور دروازوں کی چوکٹ لوہے سے بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں اور لکڑی کی مختلف اشیاء کو بنانے / لگانے سے پہلے دیمک کش(anti termite) ادویات لگائی جاتی ہیں۔ اس طرح سے دیمک کے دوبارہ نقصان پہنچانے کے امکانات باقی نہیں رہتے۔

(ج) چونکہ سال 12-2011 میں ہر قسم کی خصوصی مرمت پر پابندی کی وجہ سے اُن کوارٹروں میں جہاں دیمک کی وجہ سے نقصانات ہو رہے ہیں وہاں پر دیمک کو کنٹرول کرنے کے لئے امسال کوئی سکیم نہ بنائی جا سکی۔ تاہم آئندہ مالی سال میں خصوصی مرمت کی مد سے دیمک کو کنٹرول کر لیا جائے گا۔

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر و خرچہ کی تفصیلات

*7330: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حال ہی میں تعمیر ہونے والی چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ پر کتنا خرچہ آیا اور کتنی دیر میں تعمیر ہوئی، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ، حال ہی میں تعمیر ہونے والی سڑک پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ، کماپلپور کا حصہ ہے۔ کل سڑک 2147.313 ملین روپے کی لاگت سے عرصہ تین سال، آٹھ ماہ میں مکمل ہوئی۔

لاہور-کینال بنک، نیو کیمپس، مولانا شوکت علی روڈ کی خستہ حالی و دیگر مسائل کی تفصیلات

*8182: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی و جنوبی لاہور کو ملتان روڈ اور موٹروے سے ملانے والی واحد سڑک کینال بنک روڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک نیو کیمپس سے ٹھوکر نیاز بیگ تک انتہائی تنگ اور خستہ حال ہے جس کی وجہ سے آئے دن گاڑیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور گھنٹوں ٹریفک بند رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مولانا شوکت علی روڈ کو شاہ دی کھوئی سے آگے بڑھا کر وحدت روڈ سے ملا کر مذکورہ سڑک کو ایک متبادل راستہ مہیا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی مرمت مولانا شوکت علی روڈ کو بڑھانے یا مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ کی طرف سے صرف تین فرلانگ مرکزی سڑک سے آگے بڑھانے کو تیار ہے تاکہ یہ روڈ کینال بنک روڈ پر ٹریفک کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کر سکے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک ٹریفک کے دباؤ کے لحاظ سے کشادہ نہ ہے۔ البتہ اس کی حالت تسلی بخش ہے۔ اب مال روڈ سے لے کر ڈاکٹر ہسپتال تک اس سڑک کے تنگ حصوں کو چوڑا کر دیا گیا ہے۔ نیز حکومت چاہتی ہے کہ زیادہ دباؤ والی سڑکوں کو کشادہ کیا جائے۔

(ج) یہ منصوبہ محکمہ ہذا کے متعلقہ نہ ہے۔

(د) ایضاً۔

امین پور بنگلہ نہر جھنگ برانچ پر پل کی تعمیر کا معاملہ

*8192: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بمقام امین پور بنگلہ دو اضلاع فیصل آباد اور چنیوٹ کے سنگم میں نہر جھنگ برانچ پر پل تعمیر کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھ ماہ گزرنے کے باوجود پل کی تعمیر کا منصوبہ پورا نہیں ہوا جبکہ محکمہ انہار نے پل کا نقشہ اور سڑک کا پلان تبدیل کر دیا ہے، پلان تبدیل کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب پل کو جلد از جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ بمقام امین پور بنگلہ دو اضلاع فیصل آباد اور چنیوٹ کے سنگم میں نہر جھنگ برانچ پر پل تعمیر کیا جا رہا تھا اور اب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) پل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ پل کی تعمیر منظور شدہ ڈیزائن، نقشہ اور پلان کے مطابق کی گئی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی ہے۔

(ج) پل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

سال 2009-10 اور 2010-11 کے ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیلات

*8358: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ تعمیرات ملتان ڈویژن کے لئے مالی سال 2009-10 اور 2010-11 کا ترقیاتی بجٹ، غیر ترقیاتی بجٹ کتنا تھا اس میں maintenance اور مرمت کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی، کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی surrender یا reappropriate کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

محکمہ تعمیرات ملتان ڈویژن کے لئے مالی سال10۔2009اور11۔2010 ترقیاتی اور غیر ترقیاتی(سالانہ مرمت)بجٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مالی سال		بجٹ	خرچہ	Lapsedفنڈز
2009۔10	ترقیاتی بجٹ	Rs.994.546(M)	Rs.953.957((M)	Rs.40.589(M)
	غیر ترقیاتی بجٹ	Rs.16.599(M)	Rs.16.599(M)	-----
	Utilities + Salaries۔a			
	M&R۔b	Rs.48.770(M)	Rs.40.666(M)	Rs.8.104(M)
	ٹوٹل	Rs.65.369(M)	Rs.57.265(M)	Rs.8.104(M)
2010۔11	ترقیاتی بجٹ	Rs.827.716(M)	Rs.786.224(M)	Rs.41.492(M)
	غیر ترقیاتی بجٹ	Rs.16.751(M)	Rs.16.751(M)	-----
	Utilities + Salaries۔a			
	M&R۔B	Rs.28.539(M)	Rs.28.482(M)	Rs.0.057(M)
	ٹوٹل	Rs.45.290(M)	Rs.45.233(M)	Rs.0.057(M)

فیصل آباد۔نڑوالا روڈ پر گرین بیلٹ بنانے کی تفصیلات

*8361: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نڑوالا روڈ فیصل آباد کی تعمیر نو سے قبل یہاں گرین بیلٹ تھی، جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ روڈ پر دوبارہ سے گرین بیلٹ بنانے یا درخت لگانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ سڑک کی تعمیر نو سے پہلے اس حصہ میں گرین بیلٹ موجود نہ تھی۔ فیصل آباد نڑوالا روڈ جس کی لمبائی 20 کلو میٹر ہے پراونشل ہائی وے ڈویژن فیصل آباد کے دائرہ کار میں نہ ہے۔ البتہ گورنمنٹ آف پنجاب نے اس سڑک کا کچھ حصہ (غلام محمد آباد تا فیصل آباد بائی پاس) جس کی لمبائی 2.68 کلو میٹر ہے کے دورویہ بنانے کا کام پراونشل ہائی وے ڈویژن فیصل آباد کو مالی سال06۔2005 میں سونپا تھا جس کی تعمیر کا کام جون 2008 میں مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) گرین بیلٹ کی تعمیر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

ٹھیکیداران کی طرف سے کام تاخیر سے مکمل کرنے پر جرمانہ عائد کرنے کی تفصیلات

*8617: محترمہ قمر عامر چودھری: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مواصلات وتعمیرات ٹھیکیداران سے کام تاخیر سے مکمل کرنے پر کتنے فیصد جرمانہ عائد کرتا ہے اور کیا جرمانہ کی شرح سود کے برابر ہوتی ہے؟

(ب) ایسے ٹھیکیدار جو کام ادھورا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے کیا اس کارروائی میں بلیک لسٹنگ بھی شامل ہوتی ہے؟

(ج) بلیک لسٹ ہونے والے ٹھیکیدار کی کسی اور نام سے محکمہ میں رجسٹریشن ہونے کی کوشش کو کیسے ناکام بنایا جاتا ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ مواصلات وتعمیرات میں کام تاخیر سے مکمل کرنے پر معاہدہ کے مطابق ٹھیکے کی رقم کے 10 فیصد تک جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ تاہم جرمانہ لگاتے وقت جاری کردہ فنڈز کے اوقات، کام میں مختلف طرح کی رکاوٹیں اور تاخیر کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(ب) ایسے ٹھیکیدار جو کام ادھورا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں یا تو اُن کی موجود سکیورٹی معاہدہ کی شق 60 کے تحت ضبط کر کے خزانہ میں جمع کرادی جاتی ہے یا پھر شق 61 کے تحت بقایا کام اُن کے حربہ وخرچہ پر لگایا جاتا ہے جس کے ریٹ کا فرق محکمہ میں موجود اُس کے واجبات سے پورا کیا جاتا ہے۔ پورے پیسے نہ ہونے کی صورت میں بقایا رقم محکمہ مال کے ذریعے Arrears of Land Revenue کی مد میں وصول کی جاتی ہے۔ اِس کارروائی میں ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ بھی کیا جاتا ہے۔

(ج) بلیک لسٹ ہونے والے ٹھیکیدار اگر محکمہ میں کسی اور نام سے رجسٹریشن کی کوشش کریں تو بلیک لسٹ ہونے والی فرم اور نئی فرم کے حصہ داران کو چیک کیا جاتا ہے اور اگر دونوں میں کوئی حصہ دار مشترک پایا جائے تو نئے نام سے رجسٹریشن نہیں کی جاتی۔

ضلع خانیوال، ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑکوں کی مرمت ودیگر تفصیلات

*9011: رانا بابر حسین: کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال کی حدود میں محکمہ کی کون کون سی روڈز ہیں، ان کی لمبائی کتنی ہے تفصیل روڈوار بتائیں؟

(ب) ان روڈز کی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران مرمت اور دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان میں کس کس روڈ کی حالت خراب ہے؟

(د) ان روڈز کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار روڈز کی حکومت کب تک مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ شاہرات کے ماتحت درج ذیل سڑکات ہیں:۔

1۔ لاہور قصور کھڈیاں دیپالپور وہاڑی ملتان روڈ لمبائی 6.00 کلومیٹر

2۔ ملتان دنیاپور کہروڑپکا لودھراں روڈ لمبائی 14.17 کلومیٹر

3۔ فیصل آباد سمندری سندیلیاں والی سدھنائی عبدالحکیم کچا کھوہ وہاڑی روڈ لمبائی 49.03 کلومیٹر

4۔ جھنگ شورکوٹ کبیر والا روڈ براستہ N-5 (پاکستان ہائی وے) لمبائی 71.47 کلومیٹر

5۔ بورے والا میاں چنوں عبدالحکیم سدھنائی روڈ پل باگڑ لمبائی 35.83 کلومیٹر

(ب) ان سڑکات پر مرمت اور دیکھ بھال کی مد میں خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Rs. in Millions

نام سڑک	2008-09	2009-10
1۔ لاہور قصور کھڈیاں دیپالپور وہاڑی ملتان روڈ	1.496	0.058
2۔ ملتان دنیاپور کہروڑپکا لودھراں روڈ	6.680	0.081
3۔ فیصل آباد سمندری سندیلیاں والی سدھنائی عبدالحکیم کچا کھوہ وہاڑی روڈ لمبائی	20.840	40.775
4۔ جھنگ شورکوٹ کبیر والا روڈ براستہ N-5 (پاکستان ہائی وے)	15.030	30.020
5۔ بورے والا میاں چنوں عبدالحکیم سدھنائی روڈ پل باگڑ	1.248	2.816

(ج) درج بالا تمام سڑکات کی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) ان سڑکات کی دیکھ بھال کے لئے درج ذیل افسران اور ماتحت عملہ کام کرتا ہے۔

ایگزیکٹو انجینئر	01
روڈ انسپکٹر	02
گریڈر آپریٹر	01
سب ڈویژنل آفیسر	01
میٹ	04

ڈرائیور/کلینر	04
سب انجینئر	04
بیلدار	52

(ہ) مندرجہ بالا سڑکات کی حالت تسلی بخش ہے اور کوئی بھی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔ موجودہ مالی سال کے resurfacing پروگرام کے تحت بورے والا میاں چنوں عبدالحکیم سدھنائی روڈ پل باگڑ کے تین کلومیٹر حصہ کو resurfacing کیا جائے گا جبکہ کسی بھی قسم کی خرابی کی صورت میں فوراً پیچ ورک کر دیا جاتا ہے۔

سرگودھا گجرات روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*9127: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرگودھا گجرات روڈ کی تعمیر کب شروع ہوئی، اس پر آج تک کتنی لاگت آئی ہے؟

(ب) اس پر کتنے فیصد کام ہوا اور کتنا کام بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پھالیہ شہر میں اس روڈ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس شہر میں اس روڈ کے درمیان میں واپڈا کے پول ہیں، وہ نہیں ہٹائے گئے جس کی وجہ سے آئے روز حادثات ہوتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس جگہ سے پول ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سرگودھا گجرات روڈ کی دورویہ تعمیر از ڈسٹرکٹ باؤنڈری گجرات تا سالم انٹر چینج کی منظوری کے بعد گروپ نمبر 1 (ڈسٹرکٹ باؤنڈری گجرات تا قصبہ دھول) کا کام 23.11.07 کو شروع کیا گیا اور اس پر آج تک 846 ملین کا خرچہ ہو چکا ہے۔

(ب) الاٹ شدہ کام 75 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور 25 فیصد بقایا ہے۔

(ج) پھالیہ شہر میں سڑک کی left carriageway مکمل ہے جبکہ right carriageway کا کام ابھی نامکمل ہے۔

(د) اس سڑک کی زیر تعمیر right carriageway میں واپڈا کے پول موجود ہیں سکیم رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے فنڈز دستیاب نہ ہیں اس لئے واپڈا کو پول ہٹائے جانے کی ادائیگی نہ ہو سکی تاہم ٹریفک left carriageway کو استعمال

کرتی ہے تا کہ کوئی حادثہ رونما نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ right carriageway پر موجود واپڈا کے کھمبوں پر reflecting tape لگادی گئی ہے تاکہ کسی بھی قسم کا کوئی حادثہ رونما نہ ہو سکے۔

(ہ) حکومت پول ہٹانے کا مکمل ارادہ رکھتی ہے، فنڈز مہیا ہونے پر واپڈا کے پول shift کر دیئے جائیں گے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے زیر کنٹرول سڑکوں کی تفصیلات

*9149: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ کے زیر کنٹرول سڑکوں کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان سڑکوں کی سال 10۔2009 کے دوران تعمیر اور مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(د) اس وقت کس کس سڑک کی حالت خستہ ہے، ان سڑکوں کے نام بتائیں؟

(ہ) ان سڑکوں کی مرمت یا از سر نو تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہونے کا اندازہ ہے اور یہ سڑکیں کب تک مرمت یا تعمیر کر دی جائیں گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں پنجاب ہائی وے کی سڑکوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے 37 میٹ، 202 بیلدار کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 10۔2009 میں ان سڑکوں کی تعمیر پر 1633.555 ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ ان سڑکوں کی دیکھ بھال اور مرمت پر مالی سال 10۔2009 میں 117.032 ملین خرچ ہوئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) خستہ حال سڑکوں کے نام درج ذیل ہیں۔

i	مندرہ چکوال روڈ	کلومیٹر0/0تا37.42
ii	سرائے کالا کوٹ نجیب اللہ روڈ	کلومیٹر10.58
iii	کھوٹہ پنجاڑ آزاد پتن روڈ	کلومیٹر38تا69کلومیٹر

(ہ)

i,ii۔ مندرہ چکوال اور سرائے کالا کوٹ نجیب اللہ روڈز کی بحالی پر147.743ملین روپے رقم خرچ ہوگی۔ان سڑکوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور10۔جون2012کو مکمل ہوگا۔

iii۔ کھوٹہ پنجاڑ آزاد پتن روڈ پر بہت زیادہ لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے اس پر کنسلٹینٹ(ECSP) کے تفصیلی جائزے اور ڈائزائن کے بعد سڑک کی بحالی کا کام کیا جائے گا۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*9150: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کو ضلع راولپنڈی میں سال10-2009 اور11-2010 کے دوران کتنی رقم سال وار ملی؟

(ب) یہ رقم کس کس مد میں موصول ہوئی اور کس کس نے فراہم کی؟

(ج) کتنی رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی،ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس وقت اس ضلع میں محکمہ کے تحت کون کون سے منصوبے جاری ہیں،ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ مواصلات (ہائی وے ڈیپارٹمنٹ) کو10-2009 اور11-2010کے دوران ضلع راولپنڈی میں بالترتیب2040.842ملین روپے اور1759.465ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔

(ب) یہ رقوم مندرجہ ذیل مد میں حکومت پنجاب نے فراہم کی۔

نمبر شمار	مد	سال2010-2009	سال2011-2010
1	ترقیاتی کام	1862.780ملین روپے	1470.065ملین روپے
2	غیر ترقیاتی کام		
	(i)سالانہ مرمت	117.032ملین روپے	219.037ملین روپے
	(ii)فکسڈ چارجز(یوٹیلیٹی بلز)	4.183ملین روپے	
3	ملازمین کی تنخواہیں اور دفتری امور	56.847ملین روپے	70.363ملین روپے
	کل	2040.842ملین روپے	1759.465ملین روپے

(ج) ترقیاتی کاموں پر10-2009اور11-2010میں بالترتیب1633.555ملین روپے اور 1297.825ملین روپے رقم خرچ کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور دفتری امور پر کل رقم127.210ملین روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے سال2010-2009رقم-56.847ملین روپے

برائے سال2011-2010رقم-70.363ملین روپے

کل رقم127.210ملین روپے

(ہ) اس وقت محکمہ کے تحت جاری منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، راجووال تا حجرہ شاہ مقیم دیپالپور روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*9169: محترمہ روبینہ شاہین وٹو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) راجووال تا حجرہ شاہ مقیم دیپالپور روڈ ضلع اوکاڑہ کب تعمیر کی گئی اس کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس کی تعمیر کے بعد اب تک کتنی دفعہ مرمت ہوئی اور اس پر کتنے اخراجات آئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی موجودہ صورتحال انتہائی خراب ہے؟

(د) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر یا مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سڑک مذکورہ کی کشادگی و بحالی کا کام1982میں مکمل ہوا تھا اور اس پر تقریباً15ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) اس سڑک پر ہر سال سالانہ مرمت کی مد میں پیچ ورک کا کام ہوتا رہا ہے اور سال 2004 سے سال 2011 تک اس پر مرمت اور پیچ ورک کی مد میں 12 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) اس سڑک کی موجودہ صورتحال یقیناً خراب ہے۔

(د) سڑک مذکور کی دورویہ تعمیر کا کام مورخہ 29۔دسمبر 2011 کو الاٹ کر دیا گیا ہے اور کام موقع پر تیزی سے جاری ہے۔

قصور تا دیپالپور روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*9170: محترمہ روبینہ شاہین وٹو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قصور تا دیپالپور روڈ کب تعمیر کی گئی؟

(ب) یہ سڑک کتنی لاگت سے تعمیر ہوئی؟

(ج) اس کی تعمیر سے اب تک کتنی دفعہ پیچ ورک کیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی موجودہ صورتحال انتہائی ابتر ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر یا مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور دیپالپور روڈ کی کشادگی و بہتری 1982 میں کی گئی۔

(ب) اس پر 45 ملین (4 کروڑ، 50 لاکھ) روپے لاگت آئی تھی۔

(ج) اس سڑک پر ہر سال سالانہ مرمتی کے دستیاب فنڈز کے مطابق پیچ ورک ہوتا رہا ہے۔

(د) اس سڑک کے ضلع اوکاڑہ کے حصہ کی حالت انتہائی خراب ہے۔

(ہ) اس سڑک کے ضلع قصور والے حصہ کو دورویہ کرنے کا کام 2009 میں شروع ہوا جو تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جبکہ ضلع اوکاڑہ کے حصے کا کام بھی دسمبر 2011 کو الاٹ کر دیا گیا ہے اور اس حصے پر بھی کام تیزی سے جاری ہے

ضلع گجرات۔ تعمیر کی گئی سڑکوں کی تفصیلات

*9203: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 08۔2007 سے اب تک ضلع گجرات میں کون کون سی سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ان پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) ان میں سے کتنی سڑکیں مکمل ہوئیں اور کتنی نامکمل چھوڑ دی گئیں یا ان پر کام جاری ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 08-2007 سے لے کر 12-2011 تک سڑکوں کی تعمیر کے 53 منصوبے شامل تھے جن کا تخمینہ لاگت 3295 ملین روپے ہے ان پر اب تک 2914 ملین روپے کی رقم خرچ کی جا چکی ہے۔

(ب) 44 سڑکوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ 9 سڑکوں پر کام جاری ہے۔

چیچہ وطنی بورے والا روڈ کی تفصیلات

*9279: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چیچہ وطنی بورے والا روڈ کی ضلع وہاڑی کی حدود میں لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) اس روڈ کی سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران تعمیر/مرمت پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) اس روڈ کی حالت کس کس جگہ خراب ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا روڈ کی خصوصی مرمت کروانے اور چیچہ وطنی روڈ یعقوب آباد کو ون وے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چیچہ وطنی بورے والا روڈ کی لمبائی 55.54 کلومیٹر ہے۔ ضلع وہاڑی کی حدود میں لمبائی 23.14 کلومیٹر ہے اور چوڑائی 20 فٹ ہے۔

(ب) 10-2009 میں مذکورہ سڑک پر 18 لاکھ روپے (18,00,000) اور 11-2010 میں 96 ہزار روپے (96,000) سالانہ مرمت کی مد میں خرچ ہوئے۔

(ج) سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) مذکورہ بالا سڑک بہتر حالت میں ہے لہذا خصوصی مرمت کروانے کی ضرورت نہ ہے۔ چیچہ وطنی یعقوب آباد روڈ کو یکطرفہ کرنے کی کوئی تجویز زیرِ غور نہ ہے۔

بورے والا تا کماند روڈ کی لمبائی و دیگر تفصیلات

*9283: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورے والا تا کماند روڈ کی کل لمبائی کتنی ہے اور یہ کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتی ہے؟

(ب) ضلع وہاڑی میں اس روڈ کی لمبائی کتنی ہے؟

(ج) اس روڈ کی سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران سالانہ مرمت / تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کیا حکومت اس روڈ کی Improvement کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بورے والا کماند روڈ کی لمبائی 46.48 کلو میٹر ہے۔ یہ سڑک اقبال نگر سے شروع ہوتی ہوئی براستہ کماند چنوں موڑ پر (دہلی ملتان روڈ) بورے والا پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی کی حدود میں لمبائی 17.13 کلو میٹر ہے۔

(ج) 10-2009 کے دوران مذکورہ سڑک کی سالانہ مرمت پر 3 لاکھ 24 ہزار روپے اور 11-2010 میں سالانہ مرمت کی مد میں 4 لاکھ 91 ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ سڑک کی 2007 میں 20 فٹ چوڑائی کی گئی ہے۔ فی الحال اسے مزید کشادہ کرنے کا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

معزز ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد اخلاق

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست جناب محمد اخلاق، ایم پی اے پی پی-122 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں کاروباری مصروفیت کی وجہ سے بیرون ملک جا رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر 5 تا 10-مارچ 2012 کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نجمی سلیم

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ نجمی سلیم، ایم پی اے ڈبلیو۔332 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Respected Sir,

I humbly request that I have to attend a Seminar at Islamabad. Therefore, I will not be able to attend the Session. Kindly grant me leave for the Session on 6th March 2012. I will be highly grateful to you.

Thank you."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست حاجی محمد نعیم صفدر انصاری، ایم پی اے پی پی۔177 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب جا رہا ہوں۔ براہ کرم میری پندرہ یوم کی رخصت مورخہ 7 تا 22۔مارچ 2012 تک منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: آخری درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم پی اے (ڈبلیو-333) کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں مورخہ بارہ مارچ 2012 کو ضروری کام کے سلسلے میں اسمبلی حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا

(---جاری)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ابھی وقفہ سوالات کے دوران جب ہمارے معزز ممبران نے ایک سوال کے حوالہ سے assurance کی بات کی تھی تو آپ نے بڑا rightly فرمایا کہ جب on the floor of the House ایک assurance دے دی گئی ہے تو ہمیں اُس پر trust کرنا چاہئے۔ ہمیں آپ کی اس بات سے سو فیصد اتفاق ہے لیکن اس House کے اندر معزز وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، مسٹر سپیکر اور آپ خود، تین راجپوتوں نے ہمیں متعدد بار یہ assurance کرائی تھی اور اب ہمیں پچھلے چھ ماہ سے یہ assurance دے رہے ہیں کہ اپوزیشن ممبران کی identification پر ہر معزز ممبر کے 8 ملین روپے کے constituency funds کے حوالہ سے کمشنرز کو ابھی فون کئے دیتے ہیں، ہم ڈی سی اوز سے ابھی رپورٹ لے لیتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ اس House کے اندر کوئی بھی معزز منسٹر کوئی بھی assurance دے تو اُس assurance کو uphold کیا جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے اس House کے اندر تین راجپوتوں کی طرف سے دی گئی assurance پر

آج تک عمل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آج اپوزیشن کو یہ لولی پاپ دے دیں تاکہ آج کا دن ٹھیک گزر جائے اور آپ کی یہ approach ہے تو آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے حلقہ کے عوام کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے آپ کے حقوق کے لئے بات کی ہے یہ اور بات ہے کہ اگر اے ڈی پی میں بھی کسی اپوزیشن ممبر کے فنڈز آتے ہیں تو release نہیں کئے جاتے۔ ہم نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ راجپوت اپنی زبان دے کر اُس پر مرتا تھا لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آپ اس House کے معزز ممبر بھی ہیں، ڈپٹی سپیکر بھی ہیں، سپیکر بھی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ راجپوت بھی ہیں۔ آپ مسٹر سپیکر ہونا روک دیں یا رانا اور راجپوت لکھوانا چھوڑ دیں تو ٹھیک ہے ہم مان لیں گے کہ آپ کی assurances ایسے ہی ہیں جیسے کسی اور کی ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گوندل صاحب نے جس لہجہ میں بات کی ہے تو میں ان سے اُسی لہجہ میں عرض کرتا ہوں کہ تین راجپوتوں نے ایک چوتھے راجپوت سے وعدہ کیا تھا اس لئے اس میں آپ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ وہ راجہ صاحب کو لے کر آئیں اور وہ ہمارے ساتھ بات کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پرویز الہیٰ صاحب نے ان کے حلقوں میں کروڑوں روپے لگائے تھے اس کے باوجود وہ ان کے حلقوں سے ہار گئے تو ہم نے اس 80 لاکھ روپیہ سے ہارنا ہے، نہ جیتنا ہے۔ ممکن ہے کہ ہم سے کچھ لوگ ناراض ہو جائیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں 80 لاکھ روپیہ سے deny کر کے پھر بھی ہمارے حلقوں سے ہاریں گے اور شاید اپنی سیٹیں بھی نہ بچا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گوندل صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جناب سپیکر کی اور میری بھی چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی تھی انہوں نے اس بارے میں احکامات بھی دیئے لیکن معاملہ یہ ہے کہ ہماری پارلیمانی پارٹی کے اندر اس حوالہ سے ہمارے کچھ ممبران کی بڑی serious reservations ہیں اور اس کے اوپر چیف منسٹر صاحب نے مجھے کل بھی کہا ہے کہ آپ بیٹھ کر اس مسئلہ کو resolve کرائیں۔ ہمارے معزز ممبران کہتے

ہیں کہ آپ نے 80 لاکھ روپیہ کے ساتھ پورا پیکج ملا کر تقریباً کوئی دو اڑھائی کروڑ روپیہ کے فنڈز ہمیں دیئے

ہیں اور ہمارے معزز ممبران کے بقول پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن ممبران کو وفاقی حکومت سے 7.5/7.5 کروڑ روپیہ فنڈز ملا ہے تو وہ پیسا بھی تو آخر ٹیکس منی ہے ناں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! لاء منسٹر کی بات تو complete ہو لینے دیں۔ مینو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں اور اپنی باری پر بات کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محمد امجد مینو کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے معزز ممبران کی یہ reservations ہیں کہ ایک تو اپوزیشن ممبران کو وفاقی حکومت سے 7.5/7.5 کروڑ روپیہ ملا ہے اور پھر آپ بھی دے رہے ہیں۔ آج راجہ صاحب موجود نہیں ہیں، میری راجہ صاحب سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے بڑی معصومیت سے مجھے کہا تھا کہ "رانا صاحب! ساڑھے ست ست نہیں، پنج پنج کروڑ روپیہ ملیا اے۔" دوسری بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے ہماری پارٹی مسلم لیگ (ن) کے ایم این ایز کو بھی کچھ نہیں دیا۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں حمزہ شہباز کو وفاقی حکومت کی طرف سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ ملا ہے۔ خواجہ آصف، چودھری نثار علی خان، عابد شیر علی اور شیخوپورہ سے رانا تنویر کو بھی وفاقی حکومت کی طرف سے کروڑوں روپیہ کے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کیسے کہتے ہیں کہ مسلم لیگ (ن) کے ایم این ایز کو وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہیں ملے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب بات یہ ہے کہ مسلم لیگ (ن) کے جن ایم این ایز سے میری بات ہوئی ہے وہ تو کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے ہمیں کوئی فنڈز نہیں ملے۔ اب جیسے یہ کچھ ایم این ایز کا نام لے رہے ہیں تو ان کی حکومت نے وہاں پر pick and choose کیا ہے کہ کچھ ایم این ایز کو دے دیئے ہیں اور کچھ کو نہیں دیئے تو پھر بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے بھی اس حوالہ سے pick and choose کیا ہے اور بسراء صاحب سے پوچھیں کہ کیا ان کو پنجاب حکومت

سے فنڈز نہیں ملے ؟ان کو فنڈز ملے ہیں۔یہ ہمیں ریکارڈ دیں تو پھر بیٹھ کر اس بات کو resolve کر لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہمیں 5 کروڑ روپیہ ملا ہے یا allocation ہوئی ہے یا نہیں ہوئی، وہ تو ابھی process میں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب صاف صاف بات ہو جائے، گوندل صاحب سچ بتا دیں کہ ان کو کتنے فنڈز ملے ہیں؟ وزیر اعظم پورے ملک کے وزیر اعظم ہیں انہوں نے ان کو فنڈز دیئے ہیں تو وہ بھی تو پبلک منی ہی ہے ناں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! رانا صاحب اس اسمبلی کے بڑے پرانے ممبر رہے ہیں، وہ اس بات کو detrack کر رہے ہیں۔ آپ نے ہم سے یہ commitment نہیں کی تھی کہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کس کو کتنے فنڈز ملے ہیں، آپ نے تو ہمیں یہ assurance دی تھی کہ یہ فنڈز آپ کو مل جائیں گے۔ اُس میں ifs and but نہیں تھے کہ اُس کو فنڈ ملا ہے یا نہیں ملا، ہم اس ریکارڈ میں نہیں پڑنا چاہتے۔ ہم Discretionary Funds نہیں مانگ رہے، ہم تو constituency funds مانگ رہے ہیں۔ وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) پاکستان مسلم لیگ (ق) کا کوئی بھی ایم این اے ہے۔ یہاں تک کہ reserved seats پر آنے والی ایم این ایز کو بھی دیئے گئے ہیں۔ ہم صوابدیدی فنڈ سے کچھ demand نہیں کر رہے۔ ہمیں جو یقین دہانی کرائی گئی ہے اس میں کوئی condition موجود تھی اور نہ ہی اس میں پارلیمانی پارٹی کی approval شامل تھی۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ بحیثیت وزیر قانون، ڈپٹی سپیکر اور سپیکر اپنے وعدے کا پاس کریں۔ اگر آپ اپنے وعدے کا پاس نہیں کرتے تو آپ سیدھا کہہ دیں کہ ہم یہ فنڈز نہیں دیتے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ رہے کہ ہمیں list دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ گوندل صاحب اور ان کے ساتھ جن کو مناسب سمجھیں میرے ساتھ بٹھا دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو حل کریں۔ یہ تین راجپوتوں کا نام لئے جا رہے ہیں تو ان تینوں کو انہوں نے کیا دیا ہے، یہ بھی تو بیٹھ کر بات کریں۔ ان میں سے کوئی 25 لائسنس کی بات کر رہا ہے اور کوئی ارب روپے کی بات کر رہا ہے۔ گوندل صاحب تین راجپوتوں کو ورغلا رہے ہیں تو یہ آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدھی بات کریں تاکہ ہم بھی ان کی بات کو آگے بڑھائیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اگر میں فیصل آباد کے ایک آدمی کے directive دکھاؤں گا تو یہ خود پریشان ہو جائیں گے۔ ان سب کے Blue Passports بن گئے لیکن مسلم لیگ (ن) کے ممبران کے نہیں بنائے گئے۔ فیصل آباد کے ایک تاجر کے 85 کروڑ کے directive تھے۔ میں حیران ہوں کہ یہ کیسے بات کر سکتے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے تو میں یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے بسراء صاحب یا گوندل صاحب کو فنڈز دیئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ کس right پر دیئے گئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ کا prerogative ہے، یہ لاء منسٹر صاحب کا بھی prerogative ہے کہ وہ جہاں چاہیں فنڈز دے سکتے ہیں۔ اگر بطور ممبر بسراء صاحب کو فنڈز دیئے ہیں تو پھر ہم سب ممبران کا بھی حق بنتا ہے۔ اس میں ایک اصول وضع کریں۔ اگر pick and choose کرنا ہے تو اس حد سے باہر کریں کیونکہ یہ وزیر اعلیٰ اور لاء منسٹر کی discretion ہے۔ ہم اس کو challenge نہیں کرتے کہ جہاں ان کی مرضی ہو کروڑوں دے دیں یا اربوں دے دیں ٹھیک ہے یہ ان کی discretion ہے۔ اگر یہ یہاں پر کسی ایک ممبر کو فنڈز دیں تو پھر یہاں یہ بھی کہیں کہ ہم نے ایک ممبر کو فنڈز دیئے ہیں تو پھر میں کہتا ہوں کہ اس طرح باقیوں کو victimize کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شاہ صاحب ہمارے بڑے سینئر ساتھی ہیں۔ یہاں بات ہی وہ ہے جو انہوں نے کی ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ اگر کچھ کو فنڈز دیئے ہیں تو باقیوں کو کیوں نہیں دیئے؟ یہی بات ہے کہ وفاقی حکومت نے سو سے زائد ممبران کو اگر ساڑھے سات سات کروڑ روپے دیئے ہیں تو پھر باقیوں کو کیوں نہیں دیئے؟ یہاں مسئلہ تو یہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات پر یہ کہتا ہوں کہ وزیر اعظم نے سب کو فنڈز دیئے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ کچھ کو دیئے ہیں اور کچھ کو نہیں دیئے تو پھر لاء منسٹر صاحب ہی فرما دیں

کہ کیا یہ پالیسی صحیح ہے؟ Wrong is wrong, wherever it is committed اگر ایک آدمی غلط کرتا ہے تو کیا دوسرے پر لازم ہے کہ وہ بھی غلط کرے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فیصلہ ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ دونوں روّیے غلط ہیں۔ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ بالکل غلط ہیں۔ یہ بھی ساڑھے سات سات کروڑ روپیہ سب کو دلا دیں ہم بھی اسی اسی لاکھ روپیہ سب کو دلا دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے یہ کہا ہے کہ انہوں نے سب کو فنڈز دیئے ہیں۔ اس کی آپ تصدیق کر لیں کہ سب کو فنڈز دیئے گئے ہیں لیکن یہاں پر discrimination ہے۔

جناب سپیکر! بیماری بھی تین قسم کی ہوتی ہے۔ اس میں ایک ذہنی بیماری ہوتی ہے، ایک جسمانی اور ایک روحانی ہوتی ہے تو ہماری victimization کون سی پالیسی کے تحت کی جا رہی ہے۔ میں بطور ممبر یہ کہتا ہوں کہ انصاف وہی ہوتا ہے جو ہر ایک کے ساتھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اپنی ناقص معلومات کے مطابق clear کرتی ہوں کہ دو کروڑ روپیہ ہر ایم این اے چاہے وہ اپوزیشن کا ہے یا حکومت کا اسے ہر سال ملتا ہے جو ہر ایک کو ملا ہے۔ ان کے علاوہ جو لوگ چیمبر میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں میں نے وہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جو وہاں سے دستخط کرا کر لے جاتے ہیں وہ فنڈز علیحدہ ہیں اور وہ پھر ان کو علیحدہ مل رہی ہے۔ ہر ممبر کا جو دو دو کروڑ روپے کے فنڈز کا حق بنتا وہ اس کو مل رہا ہے۔ میری گزارش یہاں کچھ اور ہے جو میں on the floor of the House اور تمام میڈیا کے سامنے پیش کروں گی کہ آج کے ایجنڈے پر بھی خواتین کے حقوق کے حوالے سے بحث رکھی گئی ہے جس پر ہم نے بات کرنی ہے۔ میں یہ clarify ضرور کرنا چاہتی ہوں اور میڈیا کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہاں پر جو بھی privilege کی بات ہوتی ہے تو اس میں خواتین ممبران اسمبلی شامل نہیں ہوتیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے کسی قسم کا فنڈ خواتین ممبران اسمبلی کو نہیں دیا جانا یہ طے ہو چکا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہمارے لئے یہ پالیسی نہیں ہے ابھی حکومتی بنچوں سے ایک خاتون کہہ رہی تھیں کہ ہمیں وزیر اعظم سے فنڈز لے دیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ خواتین کسی بھی جگہ پر ہوں

ان کے ساتھ discrimination ہوتی ہے اور ہم خود اس کا موجب بنتے ہیں کیونکہ ہم خود اکٹھے نہیں ہوتے۔ میں on the floor of the House کہہ رہی ہوں کہ مرد ممبران اسمبلی جو پیپلز پارٹی کے ہیں ان کو پانچ پانچ کروڑ روپے کے فنڈز مل چکے ہیں اور خواتین ممبران کو صرف دو دو کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہیں۔ یہ discrimination ہر جگہ ہوتی ہے اور ہمارے لئے پنجاب کے دروازے تو ویسے ہی بند ہیں۔ میں کسی سے کوئی فنڈز مانگنا چاہتی اور نہ لینا چاہتی ہوں۔ میں تو صرف میڈیا کو یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ empowerment of women اور women rights کی بات کرنے والی (ن) لیگ کی پنجاب حکومت کے ایجنڈے میں خواتین کہیں نہیں ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ خواتین کو empower کرنا پنجاب حکومت کا ایجنڈا قطعی طور پر نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا ابھی آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر discretionary اور constituency funds کو confuse کیا جا رہا ہے۔ یہاں جس طرح پہلے معزز ممبر نے وضاحت کی ہے کہ دو کروڑ روپیہ minimum funds ہے جو ہر ایم این اے کو ملے گا چاہے وہ عوامی نیشنل پارٹی کا ہے، فاٹا کا ہے، خواتین کی مخصوص نشستوں سے ہے یا اقلیتوں کی مخصوص نشستوں سے ہے اس کو بلاتفریق دو دو کروڑ روپے کا فنڈ وفاقی حکومت نے جاری کیا ہے۔ ان کے علاوہ جہاں تک دوسرے فنڈز کا تعلق ہے تو اس میں definitely کسی کو دس کروڑ یا ایک ارب ملا ہے اس سے ہمیں کوئی غرض ہے اور نہ ہی ہم اس کو dispute کرتے ہیں۔ یہاں حکومتی بنچوں میں بھی ایسا ہے کہ اگر کسی ممبر کو پچاس کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہیں تو شاید دوسرے ممبر کو سات آٹھ کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہوں۔ ہم جو بات کر رہے ہیں وہ mandatory constituency funds کی ہے جو ADP میں earmark ہے۔ یہ mandatory or non discretionary funds ہیں۔ اس کے علاوہ جو blocked allocation میں discretionary funds ہیں ہم اس میں سے وزیر اعلیٰ صاحب سے کچھ نہیں مانگتے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ شور شرابے میں معاملات کو confuse نہ کیا جائے، ان کو detracted نہ کیا جائے۔ آپ خود بھی اس کے witness ہیں، یہ Chair اس کی witness ہے کہ ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اسی لاکھ روپے کے فنڈز ہر حلقہ کے حقوق کے لئے وہاں کے ایم پی اے کے

ذریعے پہنچائے جائیں گے۔اس میں ہم دوبارہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ آج اس پارلیمانی سال کا آخری دن ہے اس کو ایک positive note پر ختم ہونا چاہئے۔ ہمیں یہاں پر جو assurances کرائی گئی ہیں اور جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر assurances کرائی گئی ہیں اُن پر عمل ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آج کا اجلاس اگر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کریں گے تو کیا دوبارہ اجلاس نہیں آنا؟ جب دوبارہ اجلاس آنا ہے تو اُس وقت پھر آپ نے ہم سے غلط بیانی کرنی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم سے غلط بیانی نہ کریں کیونکہ آپ نے پھر ہم سے کہنا ہے کہ ہمیں 18 گھنٹے دے دیں۔ اگلے پارلیمانی سال میں دن پورے نہیں ہوں گے کیونکہ مارچ تک اسمبلیاں رہنی ہیں اور میں بتاتا چلوں کہ الیکشن مارچ سے پہلے نہیں ہونے۔ سینیٹ کا الیکشن گزر گیا ہے جس پر ہم قوم کو مبارکباد دیتے ہیں اور اس حوالے سے آپ نے پانچ بندے خریدے ہیں مگر ہم آج کے دن کو positive note پر ختم کرنا چاہتے ہیں لہذا آپ کے توسط سے ہم حکومتی بنچوں اور رانا صاحب سے استدعا نہیں بلکہ توقع رکھتے ہیں کہ آج کا دن positive note پر ختم ہوگا اور ہماری عوام کا حق ہمارے ذریعے اُن تک لوٹایا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لیڈر آف دی House جو وزیر اعلیٰ بھی ہیں اُن کے متعلق یونس حبیب صاحب نے کہا ہے جس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ یہ صوبائی اسمبلی کا معاملہ ہے اس لئے میں گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! یہ subjudice matter ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف ایک چھوٹی سی گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس پر میں بالکل اجازت نہیں دوں گا and this is no point of order

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ باہر جا کر جتنی مرضی بات کریں لیکن on the floor of the House میں اس کی اجازت نہیں دوں گا کیونکہ یہ subjudice matter ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ میری بات تو سن لیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بالکل اجازت نہیں ہو گی۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ subjudice matter ہے اور انہوں نے بھی اخبارات اور میڈیا پر اس کا جواب دے دیا ہے لہذا آپ اخبارات پڑھ لیں۔ This is no point of order۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر!آپ جب بھی House کو Chair کرتے ہیں تو درجہ چہارم کے ملازمین میری طرف اس طرح سے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں نے اور آپ نے مل کر اُن کا کچھ قرض اتارنا ہے۔ آپ نے آج سے چار سال پہلے اُن کے حقوق کے لئے بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ کا بڑا valid point ہے۔ پرسوں ایک بجے میں متعلقہ کمیٹی کی میٹنگ رکھتا ہوں کیونکہ یہ معاملہ واقعی بہت pending ہو چکا ہے۔ پرسوں دوپہر ایک بجے میٹنگ ہو گی اسمبلی سیکرٹریٹ اسے note کر لے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا پرسوں ہمیں اطلاع دے کر بتائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پرسوں پوری کمیٹی کو اطلاع دے کر بلایا جائے گا۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!آخر آپ کو میرا خیال آ ہی گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خیال تو بڑی دیر سے تھا مگر موقع کی تلاش میں تھا۔

شیخ علاؤالدین: بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جب آپ Chair پر تشریف فرما تھے تو آپ نے اُس وقت گلبرگ کی ایک سڑک کے بارے میں مہربانی کی تھی مگر آپ کو سن کر افسوس ہو گا کہ اُس کا ٹی ایم اے اور نہ ہی ایل ڈی اے نے کوئی جواب دیا ہے حالانکہ آپ نے بڑے واضح الفاظ میں یہ کہا تھا کہ اُن کو ابھی بلائیں۔ میں صرف آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے چھ سال سے گلبرگ کی ایک اہم سڑک جس کے ساتھ ایک پارک بھی ہے وہ pace کے لئے بند کی گئی تھی جو آج بھی بند ہے۔ یہ کتنی زیادتی ہے کہ Q بلاک سے جس آبادی کو وہ سڑک جا رہی ہے وہ بند ہے اور آپ

کے کہنے کے باوجود کوئی تکلیف کسی محکمے نے گوارا نہیں کی کہ وہ یہاں آکر بتاتے کہ یہ سڑک کیوں بند ہے حالانکہ یہ regular road ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! کیا اس پر کمیٹی بنائی گئی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا تھا کہ محکمہ سے پوچھا جائے مگر آج تک کوئی نہیں آیا۔ایک صاحب ٹی ایم اے آفس سے آئے تھے جنھوں نے کہا کہ ہم آپ کو بتاتے ہیں لیکن اُس کے بعد وہ بھی نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس حوالے سے جو observation دی تھی اسمبلی سیکرٹریٹ اُس کی کاپی نکلوائے اور اگر Chair کی direction پر عمل نہیں ہوا تو میں شیخ علاؤالدین صاحب، رانا افضل صاحب اور علی حیدر نور نیازی صاحب پر مشتمل کمیٹی بناتا ہوں جس پر اسمبلی چیمبر میں پرسوں دوپہر 12 بجے متعلقہ محکموں کو بلا کر میٹنگ کرائیں اور اس matter پر اُن سے پوری explanation لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر ایک بات یہ ہو گئی اور دوسری بات یہ ہے کہ تمام اضلاع میں لٹریسی سکول بند کئے گئے ہیں مثلاً میرے ضلع قصور میں 7ہزار ایسے بچے ہیں جو لٹریسی سکول بند ہونے سے متاثر ہوئے ہیں۔اب لٹریسی سکول دوسرے regular سکولوں میں merge نہیں ہو رہے جن کے لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اُن بچوں کے لئے جن کے والدین کی آمدنی کم ہے وہ لٹریسی سکول میں پڑھ رہے تھے اور اوسطاً اڑھائی سے تین سو بچے تھے۔اب لٹریسی سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ سکول regular سکولوں میں merge نہیں ہو سکتے لہذا اس پر کوئی مہربانی فرمادیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری empowerment of women کی بات کر رہی تھیں۔میں چاہوں گا کہ آج یہ بات کر لی جائے کہ انڈونیشیا میں چار دن پہلے ایک قانون پاس ہوا ہے کہ اگر کوئی خاتون حکومت کو یہ لکھ کر دے کہ اُس کے خاوند کی آمدنی direct اُس کے اکاؤنٹ میں credit کر دی جائے تو ایسا کر دیا جائے گا۔اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی عورتوں کو کچھ empowerment دیں تو خواتین یہ Bill لائیں میں اُن کو support کروں گا اور عورتوں کو معاشی طور پر آزاد کیا جائے۔اگر خواتین واقعی چاہتی ہیں تو ایسا کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! کیا یہ تنخواہوں کی بات ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تنخواہوں کی ہی بات ہے اور اس پر قانون آگیا ہے جو میں آپ کو فراہم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ یہ بھی اضافہ کریں اور کاروباری طبقہ کو بھی شامل کرائیں پھر بات بنے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کاروباری طبقہ کو بھی شامل کر دیں۔ اگر عورتوں کو واقعی کچھ حقوق دینے ہیں تو اس کو serious لیا جائے۔ خواتین یہ قانون بنا کر لائیں ہم انہیں support کریں گے۔ شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مجھے تھوڑا business بھی چلانے دیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1193 خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

جناب شہر یار علی خان: جناب سپیکر! آپ لوگ ہمیں فنڈز نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب آ جائیں تو پھر ہم بیٹھ کر بات کریں گے کیونکہ سپیکر صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب شہر یار علی خان: جناب سپیکر! آپ ہمیں فنڈز نہیں دے رہے لہذا ہم بائیکاٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا افضل صاحب، حاجی ذوالفقار صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب اپوزیشن سے مذاکرات کر کے واپس ایوان میں لے کر آئیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج پارلیمانی سال کے 100 دن پورے ہو رہے ہیں اس لئے میں واک آؤٹ نہیں کروں گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں ساجدہ میر صاحبہ کی تائید کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج مردوں کی بجائے عورتوں کو بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس خدیجہ عمر صاحبہ کا ہی ہے لہذا بے فکر رہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: آج عورتوں کے حقوق کی بات ہوئی ہے اس لئے ہمیں موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

فیصل آباد: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت

خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6-مارچ 2012 نیوز چینل ایکسپریس کے مطابق فیصل آباد کے تھانہ ڈجکوٹ کے ایک راجباہ سے 35 سالہ نوجوان کی نعش ملی جس کو دوران ڈکیتی مزاحمت پر قتل کیا گیا تھا؟

(ب) اس کی ایف آئی آر کب درج ہوئی ہے؟

(ج) اس واقعہ کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس حد تک درست ہے کہ 6-مارچ 2012 کو ایک نوجوان جس کی عمر تقریباً 35 سال کے لگ بھگ تھی اُس کی نعش ملی ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ اُس کو ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر قتل کیا گیا ہے بلکہ نعش ملنے کے بعد رپٹ درج کی گئی ہے اور اس کے ارد گرد کے چکوک میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اور دوسرے ذرائع سے منادی بھی کروائی گئی ہے مگر ابھی تک اس نعش کو کسی نے شناخت نہیں کیا۔ پوسٹ مارٹم کروایا گیا ہے اور پوسٹ مارٹم کی ابھی تک رپورٹ موصول نہیں ہوئی لیکن بظاہر یہ لگتا ہے کہ مرحوم addict تھا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کیونکہ پوسٹمارٹم رپورٹ میں ظاہراً اس کے جسم پر کوئی ایسی چوٹ نہیں ہے جبکہ اس کی جیب سے ملنے والی چیزوں سے اس خدشے کو تقویت ملتی ہے تاہم اس پر حتمی رائے پوسٹمارٹم رپورٹ ملنے کے بعد قائم کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! ٹھیک ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1195 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار "نوائے وقت" مورخہ 2012-03-10 کی خبر کے مطابق شرقپور ضلع شیخوپورہ سے موٹر سائیکل پر ایک شہری شکیل اور اس کا بھائی اپنے گاؤں چک نمبر 23 جا رہے تھے کہ پانچ ڈاکوؤں نے انہیں لوٹنے کے دوران مزاحمت پر فائرنگ کر دی جس سے شکیل موقع پر جاں بحق ہو گیا؟

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا؟

(ج) اس واقعہ کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعہ درست ہے اور یہ ڈکیتی کا وقوعہ ہوا لیکن اسی دوران مزاحمت ہوئی جس پر ارد گرد کے گاؤں کے لوگوں نے وہاں پر آ کر ان ڈاکوؤں کے ساتھ مقابلہ کیا جس کی پاداش میں دو آدمی موقع سے گرفتار ہو گئے جن کی مدد سے پورے گروہ کی شناخت ہو گئی ہے اور بقیہ ملزمان کو بھی گرفتار کیا گیا ہے جبکہ ان سے چھینا ہوا موٹر سائیکل برآمد ہو گیا ہے اور دیگر وارداتوں سے متعلق ان سے انوسٹی گیشن ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بڑی ضروری بات کرنا چاہوں گی کہ اسی طرح کا ایک واقعہ خواتین کے عالمی دن والے روز شیخوپورہ میں ڈی ایس پی کے ڈیرہ پر ہوا ہے جہاں پر ایک چودہ سالہ بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی جس کی خبریں اخبارات میں بھی آئیں اور ٹی وی پر بھی لگاتار دکھایا جا رہا ہے لیکن اس وقوعہ کے خلاف پرچہ درج نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ اس میں 2 دودھ فروش اور ایک کانسٹیبل ملوث ہیں تو میری request ہے کہ ڈی ایس پی کے ڈیرہ پر ہونے والے اس واقعہ کو seriously لیا جائے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے کیونکہ ان کی نانی نے بہت سے لوگوں کے ساتھ رابطہ کیا ہے لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! مجھے یقین ہے کہ حکومت کارروائی کر رہی ہو گی لیکن kindly اسے آپ خود دیکھئے گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 11 پیش ہو چکی ہے جو کہ pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد کے تفتیشی آفیسر کا معزز خاتون ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 11 کا جواب موصول ہو چکا ہے اور آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اب علی حیدر نور خان نیازی صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جسمانی معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جسمانی معذور افراد کے لئے سینیٹ،

قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جسمانی معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپوزیشن کو welcome کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں قرارداد کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم بغیر assurance کے واپس آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس حوالے سے پہلے رانا افضل صاحب بات کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم آپ کی assurance پر واپس آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! مہربانی۔ محرک قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشستیں مقرر کرنے کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح آئین پاکستان میں سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں کے لئے سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے

بھی سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے لئے
اقدامات کرے تاکہ ان اداروں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے حقوق کے
تحفظ کے لئے بھی مناسب نمائندگی ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح آئین
پاکستان میں سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں
کے لئے سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے
بھی سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے لئے
اقدامات کرے تاکہ ان اداروں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے حقوق کے
تحفظ کے لئے بھی مناسب نمائندگی ہو سکے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح آئین
پاکستان میں سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں
کے لئے سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے
بھی سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے لئے
اقدامات کرے تاکہ ان اداروں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے حقوق کے
تحفظ کے لئے بھی مناسب نمائندگی ہو سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی علی حیدر نور نیازی کی سوچ اور efforts سے کوئی انکار اور اعتراض نہیں ہے میرا خیال ہے کہ دو قراردادیں اور بھی پاس ہونی چاہئیں جن میں ایک تو خواجہ سراؤں کی بھی اسمبلی میں سیٹیں مختص ہونی چاہئیں اور دوسرا یہ ہے کہ جسمانی معذوروں کی قرارداد اب آ گئی ہے تو ذہنی طور پر معذوروں کو بھی نمائندگی دینی چاہئے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری، حاجی ذوالفقار اور خلیل طاہر سندھو صاحب کی ڈیوٹی لگائی تھی اور ہم نے اپوزیشن کو request کی تو ان کی demand ہے کہ علاقے کے فنڈز کے لئے وہ بڑا seriously محسوس کرتے ہیں کہ انہیں فنڈز ملنے چاہئیں اور انہوں نے چار ساتھیوں کے نام دیئے ہیں۔ میں نے آپ کے behalf پر assurance دی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے ان کی میٹنگ اگلے دو تین روز میں arrange کر دی جائی گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہوں گا کہ بات بڑی سیدھی سی ہے کہ جب کہا جاتا ہے کہ Custodian of the House تو میں آپ کو اپنی spirit اور جناب سپیکر صاحب کے جو ذہن میں ہے وہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ جو چیز کسی ایک ممبر کو یہاں پر مل رہی ہے وہ ایوان کے تمام ممبران کو ملنی چاہئے۔ اس کے اندر حکومت کی طرف سے جس طرح رانا صاحب نے اظہار بھی کیا کہ کچھ پیسے زیادہ گئے ہوئے ہیں، یعنی جب تک آپ اکٹھے نہیں بیٹھیں گے یہ معاملہ حل نہیں ہو گا اور اس پر ڈائیلاگ ہی واحد حل ہے اور میرا خیال ہے کہ بیٹھ کر غلط فہمیوں کو دور کر کے کام کرنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ discretionary funds سے ہمیں کچھ غرض نہیں بلکہ ہم constituency rights کی بات کر رہے ہیں۔ دوسرے نمبر پر کہ تھوڑی سی repetition ہو جائے گی کہ پہلے ہم نے تین راجپوتوں پر انحصار کیا تھا اور آج ایک بار پھر رانا محمد افضل خان کی سربراہی میں جو کمیٹی گئی ہے، ہم نے چوتھے راجپوت کو بھی اس میں شامل کر کے گیند راجپوتوں کی کورٹ میں ڈال دی ہے۔ آپ نے ثابت کرنا ہے کہ راجپوتانہ اصلی طور پر کہاں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مسئلہ یہ ہے کہ Custodian of the House راجپوت کو بھی آگے سے حکومت کی طرف سے ایک راجپوت ہی "ٹکرا" ہوا ہے، مسئلہ اور کوئی نہیں ہے۔ (قہقہہ)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ (قہقہے)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے ساتھ جانے والے سارے معزز ممبران بھی ویسے ہی ہیں، یہ کوئی برادریوں کا مسئلہ نہیں ہے ہم ساری برادریاں ایک جیسی ہیں۔ میں ساری برادریوں کو سلام کرتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں مزید یہ بات کرنا چاہ رہا تھا کہ جس طرح میں نے پہلے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا ہے کہ چونکہ آج کا دن پارلیمنٹری سیشن کا آخری دن ہے اس لئے ہم رانا افضل خان کے کہنے پر آ گئے ہیں اور جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ہم positive note پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے بہت سارے issues جو اس وقت میڈیا میں چل رہے ہیں ان میں سے دو subjudice بھی ہیں۔ ہم ان کا ذکر نہیں کر رہے، ہم positive note پر آج کے پارلیمنٹری سیشن کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں تاکہ ہم Charter of Democracy کی sprit کے تحت اس House کو اگلے سال کے لئے بھی چلا سکیں۔ اس کو facilitate کرنے کے لئے ہمیں دوبارہ آپ کا اور سب کا تعاون درکار ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کسی کی عزت اس کی صفات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک گائے اگر اچھا دودھ دے تو اس کی خاطر تواضع زیادہ ہوتی ہے ورنہ سانپ کی کھال دیکھنے میں بہت رنگدار اور ملائم ہوتی ہے مگر اس کی صفت خراب ہے اس لئے اس کو دیکھتے ہی مار دیا جاتا ہے۔ راجپوتوں کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کے پکے ہوتے ہیں۔ ویسے حضرت علی سے کسی شخص نے سوال کیا کہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مرد وہ ہے جو تحفظ فراہم کرتا ہے، مرد وہ ہے جس میں عجز و انکساری ہو، جو حقیقت کا قائل ہو، حقیقت کی کڑواہٹ کو برداشت کرنا ہی مردانگی ہے۔ انہوں نے چوتھا فرمایا کہ مرد وہ ہے جس کو اپنی زبان کا پاس ہو۔ پانچواں یہ کہ اگر اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو وہ دل نہیں ہار بیٹھتا بلکہ incentive کا کام دیتا ہے۔ راجپوتوں میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ وہ کبھی پیٹھ پیچھے اپنے مخالف پر حملہ نہیں کرتے۔ اگر اپنے دشمن کو مارنے گئے اور وہ سویا ہوا ہو گا تو ہم نے یہ سنا ہے کہ وہ اس کو ہتھیار دیں گے اور کہیں گے کہ تم ہمارا مقابلہ کرو۔ بھلے وہ جیت جائے یا ہار جائے اس لئے ہم آپ کی

صفات کی قدر کرتے ہوئے اور اس پر اعتبار کرتے ہوئے کہ راجپوتوں کی یہ صفت ہے کہ وہ کٹ مرتے ہیں مگر اپنی زبان اور آن سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! ان کے بعد بسراء صاحب بات کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: راجپوتوں نے جو کرنا ہے وہی کرنا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ انہوں نے کیا کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی لئے ہم سنتے جا رہے ہیں، کرنا وہ ہے جو۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت اچھی بات ہے کہ آپ نے مجھے floor دیتے ہی کہہ دیا ہے کہ جو کرنا ہے وہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔ یہ time wastage ہے لیکن چلیں۔ میرا آپ سے گلہ ضرور ہے کہ ابھی میں نے جب خواتین کی محرومی کے بارے میں بات کی تو آپ نے بھی اس کو نظر انداز کیا جو آپ usually نہیں کرتے۔ اس پر آپ نے کوئی ایسا good gesture show نہیں کیا۔ یہ فنڈز میرے گھر نہیں جانے۔ خواتین چاہتی ہیں کہ وہ active politics کے اندر کام کریں۔ ہم جاگیردار خاندانوں سے نہیں ہیں اگر ہم مڈل کلاس کی خواتین آگے آنا چاہتی ہیں تو کیا ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم اپنی constituencies develop کر سکیں؟ اس کے بعد اگر ہمیں ساری زندگی خیراتی سیٹیں ہی سننے کو ملنا ہے تو پھر ان سیٹوں کا قطعی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یا پھر (ن) لیگ کی خواتین، سینیٹرز اور ایم این ایز جو فنڈز لے رہی ہیں وہ بھی اس کو withdraw کر لیں because یہ (ن) لیگ کی پالیسی نہیں ہے کہ خواتین کو ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے اور example دی کہ ہمیں وہ بل لے کر آنا چاہئے۔ اس House میں بہت سارے بل آ سکتے ہیں لیکن اس بل کو لانے کا کوئی فائدہ نہیں جس کو implement ہی نہ ہونا ہو۔ شیخ صاحب! charity begins at home ہوتی ہے تو آپ بسم اللہ کریں اور announce کریں۔ House میں جتنے ممبران بیٹھے ہیں پہلے ان سے announcement کروائیں کہ ان کی ساری تنخواہیں اور چیزیں ان کی بیویوں کے اکاؤنٹ میں جائیں گی۔ پھر ہم باقی لوگوں سے بھی expect کر سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، ہمارے ملک کے لوگ دیہاڑی دار ہیں ان کے کون سے اکاؤنٹس اور تنخواہیں ہیں؟ یہ پہلے بسم اللہ کریں اور announce کریں کہ ان کا جتنا بھی بنک بیلنس ہے وہ بیگم صاحبہ کے اکاؤنٹ میں شفٹ کریں گے، اس کے بعد چیف منسٹر صاحب سے شروع کریں اور رانا ثناء اللہ صاحب بھی onward چلیں۔ پھر یہ کارواں آگے بہت اچھا چلے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ایک منٹ۔ شیخ صاحب! ہم تھوڑا تھوڑا بزنس بھی ساتھ چلاتے رہیں۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی مہربانی، مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ابھی بات کی گئی تھی بالکل صحیح ہے کہ آپ being a Custodian of the House اور سپیکر صاحب بھی یہ چاہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو فنڈز ملیں اور میری بہن عظمیٰ زاہد بخاری نے جو بات کی ہے وہ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ خواہ حکومتی بنچوں کی طرف سے ہوں یا اپوزیشن سے آپ discretionary funds نہ دیں لیکن جو ADP کا 80 لاکھ روپے ہے وہ ہمارا حق ہے اور وہ سب کو دیں۔ اُدھر والی بہنوں کو بھی دیں اور اپوزیشن والی بہنوں کو بھی دیں۔ جب سے ہم اپوزیشن میں آئے ہیں میں on oath بتا رہا ہوں کہ ہمارے حلقوں کی ongoing سکیمیں بھی روک دی گئیں۔ ابھی میرے بھائیوں نے بہت اچھی بات کی اور آپ نے تو بہت اچھی sprit کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارے حلقوں میں جو ongoing سکیمیں پڑی ہیں ان کے لئے بھی فنڈز بند کر دیئے گئے ہیں۔ آج تک یہ نہیں ہوا کہ جو ongoing سکیمیں ہیں ان کو صرف اس لئے بند کر دیا گیا ہو کہ ہم لوگ اپوزیشن سے ہیں۔ وہ فنڈز مجھے نہیں دیئے گئے بلکہ وہ فنڈز تو اس علاقے کے لئے ہیں۔ مثال کے طور پر میرے حلقے میں دو منصوبے تھے۔ ایک سیوریج کا اور ایک جمنیزیم کا۔ سیوریج پر چار کروڑ روپے لگا ہوا ہے، جمنیزیم پر ایک کروڑ روپیہ لگا ہوا ہے اور وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اس کے فنڈز صرف اس لئے روک دیئے گئے ہیں کہ ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہے۔ اسی طرح ہوتیانہ صاحب یہاں بیٹھے ہیں، حاجی صاحب بیٹھے ہیں، میو صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ ongoing سکیموں کو روک دیا گیا ہے جو کبھی نہیں رکتیں۔ وہ چار پانچ کروڑ روپیہ جو لگ چکا ہے وہ تو ضائع ہو گیا ہے۔ اگر آپ ہمیں صرف اس بات کی سزا دیں گے کہ ہم اپوزیشن میں ہیں تو وہ حکومت کا چار کروڑ روپے ضائع ہو جائے گا۔ خدارا اس کو بھی ensure کریں کہ ongoing سکیموں کے فنڈز دوبارہ جاری کئے جائیں گے تاکہ وہ منصوبے مکمل ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چونکہ میں تحریک التوائے کار announce کر چکا ہوں۔ پہلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 38/12 ہے۔ یہ pending ہوئی تھی رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ مہر اشتیاق احمد صاحب موجود نہیں ہیں ان کی تحریک التوائے کار بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ رانا تنویر احمد ناصر کی تحریک التوائے کار نمبر 256/12 ہے یہ بھی آج تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

انگلش میڈیم کلاس نہم کو پڑھائی جانے والی کیمسٹری کی کتاب میں غلطیوں کی بھرمار

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے۔ کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک برائے جماعت نہم مرکزی حکومت کی مروجہ پالیسی نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ پالیسی 2007 کے مطابق شائع کی گئی تھی اس نئی بک پالیسی کے مطابق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا اختیار ایک معاونتی Regulatory Monitoring Authority ہے۔ کتب کی تیاری کا کام پرائیویٹ پبلشرز کے ذمے ہوتا ہے تاہم پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ صوبائی جائزہ کمیٹی کی سفارش پر پرائیویٹ کورسز کے تیار کردہ مسودہ جات حتمی منظوری کے لئے وفاقی وزارت تعلیم شعبہ نصاب اسلام آباد کو ارسال کرتا ہے۔ جو کسی بھی مسودے کو این او سی جاری کرنے کا حتمی اختیار رکھتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار میں پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا احتیاط کی جائے۔ چلیں، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے پنجاب House کے لئے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ میں صرف آپ کو remind کرانا چاہتا ہوں کہ آج تک اس کمیٹی کا آپ کے کہنے کے باوجود کچھ بھی نہیں ہوا۔ یا تو آپ یہ کہیں کہ آپ کا وہ اقدام صحیح نہیں تھا اور اگر صحیح تھا تو اس کی رپورٹ کے متعلق بتایا جائے آپ نے مجھے بھی اس میں ممبر نامزد کیا تھا۔ میں پہلے بھی یہ بات آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں اور اس کو point out کر چکا ہوں اور آج دوبارہ پھر کر رہا ہوں جہاں تک آپ کی working ہے میں تو کیا سارے لوگ appreciate کرتے ہیں۔ انگریزی کی ایک coition ہے کہ:

King is a person whose words are more affective if he is a king.

اس کے لفظوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ:

If he uses the whip then he is not a king, he is a "syce".

آپ جس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کے ہر لفظ کی تاریخ مرتب ہوتی ہے اور اس کے پیچھے پورے House کی فورس ہے۔ اگر اس کے باوجود بھی اس پر عمل نہ ہو تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا یہ مذاق میں کہا گیا تھا یا seriously کہا گیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں نے پنجاب House کے بارے میں کمیٹی بنائی تھی، میں اس کا اسی week میں اجلاس رکھ رہا ہوں تاکہ اس پر کوئی فیصلہ آ جائے اور اس پر آپ بھی اپنی رائے بھجوا دیجئے گا۔ سیکرٹری صاحب! Punjab House کی کمیٹی کا اسی week میں اجلاس رکھوا دیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں نے اسی تحاریک التوائے کار کے حوالے سے بات کرنی تھی میری تحریک کا متن یہ تھا کہ English Medium Class-9 کی Chemistry کی book میں غلطیوں کی بھرمار ہے اس کو درست کیا جائے لیکن اس کا تو کوئی جواب ہی نہیں آیا کہ اس کو درست کرنا چاہئے یا نہیں بلکہ یہ کسی اور پر ملبہ ڈال دیا گیا ہے اور اس سے بچوں کا مستقبل خراب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، اس کا notice لے لیا گیا ہے اور اس پر انشاء اللہ کام ضرور ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا تنویر احمد ناصر صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 256/12، dispose of کی جاتی ہے۔ رانا صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 265/12 بھی آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کی تحاریک التوائے کار نمبر 265 اور 266 کو pending فرما دیں اور تحریک التوائے کار نمبر 267 کو take up کر لیں کیونکہ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دونوں تحاریک التوائے کار next session تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 267 کا جواب رانا صاحب دے رہے ہیں۔

صوبوں میں بجلی اور گیس کی تقسیم کے لئے کمیٹی کے فیصلے سے پنجاب کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 267 بجلی کی تقسیم کے متعلق تھی اور اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا تھا کہ حکومت نے بجلی کی تقسیم کی پالیسی اس بنیاد پر بنائی ہے کہ جو صوبہ بجلی پیدا کرتا ہے اس کو بجلی کے استعمال پر property right ہو گا یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے سیکرٹری پانی و بجلی کی سربراہی میں power generation policy کو مزید بہتر بنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی نے تمام stakeholders سے تجاویز مانگیں۔ صوبہ KPK کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ جس صوبہ میں پراجیکٹ قائم ہو گا اس صوبہ کو بجلی ترجیحی بنیادوں پر دی جائے گی لیکن باقی صوبے بشمول پنجاب نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ وفاقی حکومت نے World Bank, Asian Development Bank، UNDP اور دوسری ایجنسیوں سے بھی اس تجویز پر رائے لی لیکن ان ایجنسیوں نے بھی اس تجویز کو رد کیا۔ PPIP Board نے نتیجتاً دوران میٹنگ مورخہ 6۔جنوری 2012 کو اس تجویز کو رد کر دیا اور صوبہ پنجاب نے بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ PPIP کی میٹنگ جو مورخہ 6۔جنوری 2012 کو ہوئی تھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس کے minutes کی کاپی میرے پاس موجود ہے اور اگر شیخ صاحب کہیں گے تو میں یہ انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ٹھیک ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 267/12 dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 280/12 محترمہ آمنہ الفت، محترمہ قمر عامر چودھری اور سیدہ ماجدہ زیدی کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب! یہ بھی آج تک کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next session تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 280/12 بھی next session تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 291/12 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 313/12 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے غالباً تحریک التوائے کار نمبر 293 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 293 تو next session تک کے لئے pending ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 313/12 بھی next session تک pending جاتی ہے۔ اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 321/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اس کے بعد میاں طارق محمود صاحب اپنی تحریک التوائے کار نمبر 380/12 پیش کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس سے پہلی تو میری تحریک التوائے کار نمبر 334/12 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ موجود نہیں تھیں تو سپیکر صاحب نے dispose of کر دی تھی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس کی reason کا تو پتا چلنا چاہئے کہ کیوں dispose of کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سپیکر صاحب نے dispose of کی ہے اب مجھے اس کی reason کا پتا نہیں۔ جی، میاں صاحب!

تھانہ صدر سرائے عالمگیر (گجرات) کے ایس ایچ او کا تبادلہ محض سیاسی قیادت کو بدنام کرنے کے لئے کیا جانا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ اخبار کی بہت بڑی headline ہے کہ ایس ایچ او شوکت علی ٹوپہ کی فرض شناسی سے ٹاؤٹ مافیا نالاں اور عام آدمی تحفظ محسوس کرتا تھا، حکمران تھانوں میں سیاسی مداخلت بند کروائیں اور میرٹ پر پولیس کو فیصلے کرنے دیئے جائیں۔ اس کے نیچے یہ لکھا ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور آئی جی پنجاب ڈی پی او، گجرات کو سیاسی دباؤ میں آکر تبادلے کرنے سے روکیں۔ گزارش یہ ہے کہ جس میرٹ پر معاملات چل رہے ہیں اس طرح اخبار میں یہ اتنی بڑی headline اور اتنا بڑا اشتہار تو میں اس سلسلے میں تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں فوری نوعیت اور اہمیت عامہ رکھنے والے مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے یہ تحریک التوائے کار پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12-مارچ 2012 روزنامہ "شانہ بشانہ" (گجرات پاکستان) کی خبر کے مطابق تھانہ صدر سرائے عالمگیر (ضلع گجرات) کے علاقہ میں کم عرصہ میں امن قائم کرنے والے ایس ایچ او کی مذکورہ تھانہ میں تعیناتی کے کم عرصہ میں علاقہ میں کوئی واردات نہ ہوئی، جرائم پیشہ لوگ زیر زمین چلے گئے اور بااثر سیاسی گروپ اور ٹاؤٹ مافیا ان کی ایمانداری اور فرض شناسی سے نالاں اور عام آدمی تحفظ محسوس کرتا تھا کیونکہ ایس ایچ او میرٹ پر فیصلے کرتا تھا۔ مگر اس ایماندار افسر کو کوئی انعام یا اس کی ایماندارانہ سروس پر کوئی اعلیٰ سرکاری تمغہ دینے اور ان کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دینے کی بجائے اسے یہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ من گھڑت خبر چلا دی

گئی ہے کہ ان کے تبادلہ میں ضلع گجرات کے سیاسی افراد کا تعلق ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت اس افسر کو یہاں سے تبدیل کرنے کی بجائے اسے appreciate کرتی اور اس کے تبادلہ کی تحقیقات کرواتی کہ اس میں کون سے عوامل کارفرما ہیں ان کے خلاف کارروائی کرتی اور جن لوگوں نے اس ضلع کی سیاسی قیادت کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی ہے ان کے خلاف کارروائی کرتی۔ مگر ایسا نہ کر کے حکومت اس علاقہ کے جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کر رہی ہے لہذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بظاہر کوئی local dispute معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح سے grouping ہو جاتی ہے بعض اچھے افسران کے متعلق بھی اور بُرے افسران کے متعلق بھی تو میں محترم ممبر سے یہی گزارش کروں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں میں ڈی پی او، گجرات سے رپورٹ لے کر ان کی مشاورت اور رہنمائی میں اس مسئلہ کو resolve کرا دیتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، انصاف ہونا چاہئے اور لوگوں کو محسوس بھی ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس assurance پر یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 336/2012 چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

پنجاب پولیس اور اعلیٰ عدلیہ کے ریٹائرڈ افسران و جج صاحبان کا سرکاری گاڑیاں استعمال کر کے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچانا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" لاہور مورخہ 27۔ فروری 2012 کے مطابق پنجاب پولیس کے اعلیٰ ریٹائرڈ افسران اور ریٹائرڈ جج صاحبان، پولیس کی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں اور اس طرح خزانے کو لاکھوں روپے ماہانہ کا بوجھ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق ان افسران اور اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کی حکومتی جماعت سے قربت کی بناء پر اُن سے سرکاری گاڑیاں واپس نہیں لی جا رہیں۔ ان گاڑیوں کی تفصیل یہ بتائی جا رہی ہے جو کہ گزشتہ تین سال سے ان کے استعمال میں ہیں:

.1	سابق آئی جی جہانزیب برکی	LEG-09-265
		LEG-09-2246
.2	سابق چیئرمین ٹاسک فورس کرنل شجاع خانزادہ	GTK-1257
.3	سابق آئی جی رانا مقبول	LEG-07-1320
		LEG-07-5099
.4	سابق آئی جی شوکت جاوید	LEG-10-1409
.5	سابق آئی جی طارق کھوسہ	LEG-07
.6	سابق ایڈیشنل آئی جی وسیم احمد	LEG-07-4992
.7	سابق چیف جسٹس خواجہ شریف صاحب	LEG-07-5003
.8	مصطفیٰ رمدے صاحبزادہ خلیل رمدے صاحب	LZ-2549
.9	چیف سیکرٹری صاحب	LOG-9263
.10	ہوم سیکرٹری صاحب	LRF-9257

عوامی حلقوں نے اس کھلی لوٹ مار پر شدید احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ان افسران اور سابق جج صاحبان سے گاڑیاں واپس لی جائیں اور ان کے استعمال اور مرمت پر جو خرچ ہوا اُن سے واپس خزانے میں لایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں جو مؤقف اختیار کیا گیا ہے یہ تقریباً 90 فیصد درست ہے۔ اس کا جواب مجھے موصول ہوا تھا تو میں نے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ آپ جب اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں تو آپ ان تمام صاحبان جن کے پاس without entitlement گاڑیاں ہیں ان سے گاڑیاں واپس لیں تو اب اُن کو انہوں نے notices جاری کئے ہیں کہ within a week گاڑیاں واپس کریں لہذا اس تحریک کو pending فرما دیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کی compliance report next session تک آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب محترمہ ساجدہ میر کی تحریک التوائے کار نمبر 354/2012 ہے۔

بادشاہی مسجد لاہور کے ٹھیکیدار کا زائرین سے اوور چارجنگ کرنا

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 5-مارچ2012 کے مطابق صوبائی دارالحکومت محکمہ اوقاف کی جانب سے گزشتہ سال بادشاہی مسجد کے پاپوش کی حفاظت کا ٹھیکہ 45لاکھ 50ہزار روپے میں میاں صادق اینڈ کمپنی نے لیا۔ جس کے بعد ٹھیکیدار کی overcharging کے باعث شکایات موصول ہوئیں۔ مقامی شہریوں کا ایک وفد سیکرٹری اوقاف سے ملا اور سیکرٹری کو تحریری درخواست پیش کی۔ درخواست میں شہریوں کی جانب سے ٹھیکیدار کا زائرین سے ہتک آمیز رویّہ اور overcharging کے بارے میں بتایا۔ ٹھیکیدار غیر ممالک سے آنے والوں سے بھی زیادہ رقم وصول کرتا تھا۔ پچھلے آٹھ ماہ سے یہ دونوں اہلکار پاپوش کی حفاظت پر تعینات ہیں اور یہ دونوں اہلکار پاپوش کی حفاظت سیکرٹری اوقاف کی واضح ہدایت کے باوجود پیسے وصول کر رہے ہیں اور اس کا باقاعدہ حصہ ایڈمنسٹریٹر اور مینجر اسلام وصول کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے ایڈمنسٹریٹر اور مینجر کو کئی بار شکایت کر چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ بادشاہی مسجد کے گردونواح کے عوام میں محکمہ اوقاف اور اس کے اہلکاران کے خلاف سخت کشیدگی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب جو موصول ہوا ہے اس کے مطابق یہ ٹھیکہ 10-2009 کا ہے۔ یہ پہلے اس سے بھی زیادہ جاتا تھا لیکن اب 43لاکھ 10ہزار روپے میں گیا تھا۔ اب جب سے وہاں پر خودکش حملوں اور دہشت گردی کا خطرہ ہوا ہے تو وہاں پر لوگوں کا جانا بھی کم ہوا ہے اس لئے ٹھیکیدار پہلی قسط پر ہی تین ماہ بعد ٹھیکہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے بعد اس رقم پر کوئی بھی اس ٹھیکہ کو لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ زائرین کی سہولت کے لئے محکمہ اوقاف اپنے طور پر کسی آدمی کو بٹھا دیتا ہے اور وہ یہ خدمت سرانجام دیتا ہے۔ اب اس طرح کا کوئی ٹھیکیدار نہیں ہے جو overcharging کرے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مینجر اسلام اور ایڈمنسٹریٹر overcharging کر رہے ہیں۔ چلیں! ٹھیک ہے دہشت گردی کی وجہ سے تو ہو گیا لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ کسی دِن لاء منسٹر صاحب بغیر پروٹوکول کے وہاں جائیں اور دیکھیں کتنی overcharging ہوتی ہے۔ یہ ایک visit کریں اور یہ نہ بتائیں کہ میں لاء منسٹر ہوں پھر ان کو پتا چلے گا کہ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور اسی طرح داتا دربار میں بھی ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بغیر پروٹوکول کے بھیجنا ہے تو پھر منڈا صاحب کو بھیج دیتے ہیں۔(قہقہہ)

محترمہ ساجدہ میر: نہیں، لاء منسٹر صاحب اور اوقاف منسٹر صاحب جائیں اور جا کر دیکھیں کہ وہاں پر شہریوں کا کیا حال ہے؟ وہاں پر بیس، بیس روپے اور پچاس، پچاس روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ٹھیکیدار کو نقصان ہوا ہے پہلے ٹھیکہ نہ لیتے اور ٹھیکیداری میں تو یہ ہوتا ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! overcharging کے حوالے سے محکمہ کیا کہتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو محکمہ نے اپنے طور پر بندہ arrange کیا ہے اگر وہاں پر کوئی شکایت ہو گی تو میں سیکرٹری اوقاف سے کہتا ہوں کہ وہ اس کو چیک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیک کر کے پھر ان کو بتائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہر مزار پر ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو آپ نے اس میں specifically بادشاہی مسجد کی بات کی ہے تو لاء منسٹر صاحب اس کو دیکھ کر بتا دیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! باقی دروازے بند ہیں، ایک مین دروازہ کھلا ہے، جہاں پر یہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہاں پر پچاس، پچاس اور سو، سو روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ! ان کی assurance پر میں یہ تحریک التوائے کار dispose of کر رہا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلے اس کی انکوائری کرائیں کہ وہاں پر overcharging ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب on the floor of the House کہہ دیں تو it means کہ وہ فوری طور پر محکمہ کو direction دے دیں گے۔ بہت شکریہ۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 356/2012 پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 363/2012 جناب طاہر اقبال چودھری، ڈاکٹر سامیہ امجد، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی اور محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ کی ہے۔ جی، آمنہ اُلفت صاحبہ!

محکمہ کی ملی بھگت سے صادق آباد اور جہانیاں شہر میں ڈیلروں کا جعلی کھاد فروخت کرنا

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صادق آباد، اڈاپل 14 میں مدینہ ٹریڈر، مرتضیٰ ٹریڈر اور دیگر بڑے ڈیلر کھلے عام غیر ملکی اور ملکی یوریا کھاد بلیک میں فروخت کر رہے ہیں جبکہ صادق آباد، جہانیاں شہر اور اڈاپل 14 میں جعلی کھاد کی فروخت کا انکشاف ہوا ہے۔ بڑے ڈیلروں نے گوداموں میں پیکنگ مشینیں لگا رکھی ہیں بلکہ محکمہ زراعت جہانیاں کے اہلکار کارروائی کی بجائے دفتر میں بیٹھے اعلیٰ حکام کو سب اچھا کی رپورٹ دے رہے ہیں اور محکمہ زراعت کے متعلقہ اہلکار اور افسر مذکورہ ڈیلروں سے اپنا حصہ وصول کر رہے ہیں۔ صادق آباد جہانیاں اور اڈاپل 14 میں جعلی کھاد کی فروخت سے کسانوں میں سخت مایوسی، بددلی پائی جاتی ہے اور انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کھاد کی بلیک مارکیٹنگ اور جعلی کھاد کی فروخت میں ملوث مافیا کے خلاف فوری اور سخت کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس کو pending فرما دیں اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ اگلے سیشن تک pending کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب خواجہ محمد اسلام صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

تحاریک استحقاق بابت سال 12-2011 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!

"میں تحریک استحقاق نمبر 28,36,74 بابت سال 2011 اور تحریک استحقاق نمبر 2 بابت سال 2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔ شکریہ۔ اب رانا محمد افضل خان مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2007 کے بارے میں خصوصی کمیٹی نمبر 13 کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب رانا محمد افضل خان مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر2047/11 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے نمبر 2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے نمبر 2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے نمبر 2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ سیمل کامران صاحبہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا فیسیں بڑھانے کے مسئلہ کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"To consider the issue of increasing the Fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA, (PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increasing the Fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA, (PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To consider the issue of increasing the Fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA, (PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ آمنہ الفت صاحبہ مجلس خصوصی نمبر 22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ٹیکسٹ بک کی طباعت کے مسئلے کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The issue of printing of Text Books کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The issue of printing of Text Books کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The issue of printing of Text Books کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلسِ خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلسِ خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلسِ خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 1879/11 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

Adjournment Motion No. 1879/2011 moved by Mrs. Nighat Nasir Sheikh MPA, (W-325)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Adjournment Motion No. 1879/2011 moved by Mrs. Nighat Nasir Sheikh MPA, (W-325)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Adjournment Motion No. 1879/2011 moved by Mrs. Nighat Nasir Sheikh MPA, (W-325)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: انجینئر شہزاد الٰہی مجلس خصوصی نمبر 18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال لاہور کی اراضی کو ایکوائر کرنے کے معاملہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The issue of acquisition of portion of land from United Christian Hospital Lahore

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The issue of acquisition of portion of land from United Christian Hospital Lahore

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The issue of acquisition of portion of land from United Christian Hospital Lahore

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سیمل کامران مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمروں کی الاٹمنٹ اور چارجز میں تفاوت کے مسئلہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"To consider the issue of increase in the room charges and discrimination in allotment of rooms to the MPAs in the Punjab House Islamabad raised by Syed Nazim Hussain Shah MPA, (PP-199)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increase in the room charges and discrimination in allotment of rooms to the MPAs in the Punjab House Islamabad raised by Syed Nazim Hussain Shah MPA, (PP-199)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To consider the issue of increase in the room charges and discrimination in allotment of rooms to the MPAs in the Punjab House Islamabad raised by Syed Nazim Hussain Shah MPA, (PP-199)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے:

Introduction of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012.

Minister for Law to introduce the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کے ذریعے اراضی کی فروخت مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:

"The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012."

MR DEPUTY SPEAKER: The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering for report within one month.

جی، چیلہ صاحب!

حاجی میاں محمد اعظم چیلہ سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دفعہ ہمارے ہاں پورے season میں کوئی بارش نہیں ہوئی بلکہ خشک سالی رہی۔ حکومت پنجاب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ پورے پنجاب اور خاص طور پر ضلع جھنگ تحصیل اٹھارہ ہزاری میں چنے کی فصل متاثر ہوئی ہے جو کہ ایک بارانی علاقہ ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آبیانہ، معاملہ، ٹیکس معاف کیا جائے اور وفاقی حکومت سے بھی پُرزور سفارش کی جائے کہ اس سال زرعی قرضہ جات معاف کر دیئے جائیں اور ہمارے اس علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب نے اسے نوٹ کر لیا ہے۔ رانا صاحب! ایجنڈے پر جو اگلی item ہے وہ صوبہ میں خواتین کے تحفظ کے اقدامات پر عام بحث ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مسئلے پر دو دن پہلے بھی بات ہو چکی ہے بلکہ ہماری معزز بہنوں نے اس پر بات بھی کی ہے۔ اس وقت جو بہنیں موجود ہیں اگر ان میں سے کوئی بات کرنا چاہے تو ہم انہیں welcome کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو اس طرح discuss کرنے کی بجائے اگلے اجلاس میں باقاعدہ رکھ لیتے ہیں کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اگلے اجلاس تک تو اس میں بہت دیر ہو جائے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر اگر آج تھوڑا تھوڑا وقت دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر اس پر معزز ممبران بات کرنا چاہتی ہیں تو آپ ان کو موقع فراہم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! میں آپ کو اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرے خیال میں اس پر بات ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ دیکھیں جب ہم women empowerment کی بات کرتے ہیں، ان کے تحفظ کی بات کرتے ہیں تو یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ اس پر دیر سویر کی بات نہیں ہے بلکہ پورے House کی sense آنے کے بعد ہی کوئی بات ہو سکتی ہے۔ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آج یہاں پر چار پانچ خواتین اور کچھ دوسرے معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبائی اسمبلیوں کے لئے جو سو دن مقرر ہوئے تھے وہ ہم نے اس پارلیمانی سال میں مکمل کر لئے ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ چاہوں گا کہ جب ہم اپنے اگلے پارلیمانی سال کا آغاز کریں تو وہ پارلیمانی کیلنڈر جس کی ہم اکثر بات کرتے ہیں اس کے تحت ہی ہم اس کا آغاز کریں۔ میری اور سپیکر صاحب کی بھی اس سلسلے میں آپ سے گفتگو ہوتی رہی ہے، آپ کی بھی یہی spirit ہے کہ اس کے لئے کیلنڈر ہونا چاہئے اور ہم آپ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ اس پر عمل ہو گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آج پارلیمانی سال کے سو دن پورے ہو گئے ہیں اور میں اس House کے تمام معزز ممبران کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ہمارے پارلیمانی سال کا یہ چوتھا سال ہے دن تو پورے ہو گئے ہیں گنتی تو ہم نے کر لی ہے لیکن ان چاروں سالوں میں ہم نے دیکھا کہ خواتین کے لئے اس صوبے میں کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ آج کے دن کے توسط سے میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور Treasury Benches سے یہ گزارش کرتی ہوں اور ابھی شیخ علاؤالدین صاحب بھی ایک بہت بڑی بات کر کے گئے تھے wish کہ وہ یہاں پر موجود ہوتے تو ان کو بھی حقائق کا علم ہوتا۔ آج

اس ایوان میں In House Working Women Protection Bill سے تین سال پہلے lay ہوا اور I am very thankful to Law Minister کہ انہوں نے اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیا اور جب تک اشرف سوہنا صاحب اس محکمہ کے وزیر تھے اس کی باقاعدہ meetings بھی ہوتی رہیں اور سٹینڈنگ کمیٹی اس پر کام بھی کرتی رہی لیکن unfortunately جیسے ہی یہ منسٹری دوبارہ مسلم لیگ (ن) کے پاس آ گئی تو خواتین کا یہ پارٹی جتنا احترام کرتی ہے اور جتنا یہاں پر عورتوں کے درد اور دُکھ یہ لوگ محسوس کرتے ہیں اس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ تھا کہ اس کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا اور اس کے بعد اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش بھی کرنا چاہتی ہوں کہ واقعی اگر یہ حکومت خواتین کو ان کے حقوق دینے میں serious ہے اور یہ women empowerment کی بات بھی کرتی ہے تو خواتین کو اس وقت تک empowered نہیں کیا جا سکتا جب تک ان کو economically independent نہ کیا جائے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: میں اس بات پر احتجاج کرتی ہوں اور اپنے احتجاج کو ریکارڈ کراتے ہوئے میں آج پرانی روایتوں کو قائم کرتے ہوئے کورم point out کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ کورم point out ہو گیا ہے، حالانکہ آج سارا دن جو بات ہوتی رہی ہے یہ اس کی spirit کے خلاف ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی نامناسب بات کی ہے۔ Its very bad. (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ کورم point out ہو چکا ہے اس پر عموماً ہوتا تو یہ ہے کہ گنتی کرا کر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں لیکن اب اس کو ہم follow نہیں کریں گے چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اس لئے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(113)/2012/564. Dated. 12th March 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. March 12, 2012 (Monday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 10th March, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"